امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- قاری علیم الدین
- کتابوں کی دنیا
- ہماری معلومات کے ذرائع……
- مسلم پرسنل لا کی بنیاد وحی الٰہی ہے
- جمہوریت کے کچھ تقاضے بھی ہیں
- جرم کا بڑھتا گراف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 9 مورخہ ۹؍جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۶؍فروری ۲۰۱۸ء روز سوموار

بین

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

دین بچاؤ

ہندوستانی مسلمان تاریخ کے بدترین دور سے گذر رہے ہیں، ان کی جان ومال، عزت وآبرو پر حملے اس کثرت سے ہونے لگے ہیں کہ یقین ہی نہیں آتا کہ یہ وہی ملک ہے، جہاں سارے مذاہب کے لوگوں کو یکساں حقوق دیے گیے تھے اور مختلف مذاہب وتہذیب کے لوگ جہاں شیر وشکر ہو کر رہتے تھے، ایک دوسرے کے دکھ درد کے شریک اور ایک دوسرے کی خوشیوں سے خوش ہوا کرتے تھے، زمانہ بدلا، وہ لوگ چلے گیے، جنہوں نے اس ملک کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے لیے ہر طرح کی قربانی دی تھی اور زندگی کا بڑا حصہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے گذار دیا تھا، انہوں نے صرف ایک خواب دیکھا تھا کہ اس ملک میں ذات، برادری، مذہب اور علاقائیت کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہوگی، یہاں کی گنگا جمنی تہذیب میں ہر مکتب فکر اور مذاہب کے لیے آزادی ہوگی، یہ وہ ملک تھا جسے جنت نشان اور سارے جہاں سے اچھا کہا جاتا تھا۔

زمانہ بدلا، حالات نے کروٹ لی، پارٹیوں کے نظریات تبدیل ہوئے اور اقلیتوں پر مسائل ومصائب کے پہاڑ توڑے جانے لگے، دھیرے دھیرے انہیں خصوصا مسلمانوں کو اس سطح پر لا کھڑا کیا گیا کہ وہ ہریجن اور دلتوں سے بھی نیچے چلے گیے، ہریجن اور دلتوں کو اوپر اٹھانے کے لیے انہیں رزرویشن دیا گیا تھا، مسلمان کو اس سے بھی محروم رکھا گیا، تمام وہ برادریاں جو دوسرے مذاہب کی ہیں اور معاشی طور پر پس ماندہ ہیں، ان کو رزرویشن کا فائدہ ملا، لیکن وہی کام کرنے والا مسلمان اس سے محروم کر دیا گیا، صرف اس لیے کہ وہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتا ہے، اور اسلام میں برادری کا وہ تصور نہیں ہے جو دوسرے مذاہب میں پایا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے اس سطح تک پہونچ جانے کے بعد دستور میں دیے گیے حقوق سے انہیں محروم کرنے کی سازش رچی گئی، مختلف بہانوں سے انہیں ملازمتوں سے دور رکھا گیا، ان کی مسجدوں پر حملے کیے گئے، بابری مسجد توڑ دی گئی، ائمہ ومؤذن کو شہید کیا گیا، ہجومی تشدد کے ذریعہ کبھی لو جہاد، کبھی گئو کشی اور کبھی بغیر کسی سبب کے مسلمانوں کو قتل کرنے کا سلسلہ دراز ہوا، تعلیمی نظام کے بھگوا کرن کی تحریک چلائی گئی، بعض ریاستوں میں یوگا اور سورج نمسکار کو اسکولوں میں لازم قرار دیا گیا، اذان پر پابندی کی بات کی گئی اور مساجد سے مائک کے استعمال تک کے لیے پرمیشن اور اجازت لینے کا حکم جاری کیا گیا، ہماری مذہبی شناخت چھین لینے کی مسلسل اور منظّم کوشش اب بھی جاری ہے، کبھی ڈاڑھی منڈوانے کا حکم دیا جا رہا ہے، کبھی نقاب اور حجاب پر سوالات اٹھائے جا رہے ہے، کبھی طلاق کے نظام کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کے لیے بل لایا جا رہا ہے، اور اسے قانون کی شکل دینے کی کوشش کی جا رہی ہے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے جنہوں نے مذہب کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے، اس طرح اب مسلمانوں کو ان حالات کا سامنا ہے، جس میں ان کے دینی عقائد ونظریات پر ضرب لگائی جا رہی ہے اور یہ سب کچھ حکومت کی نگرانی اور سایے میں ہو رہا ہے، اس طرح دین اسلام کو دیش نکالا دینے کی تحریک زوروں پر چل رہی ہے، اور کہا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کو ہندوستان چھوڑ دینا چاہیے، ان کی جگہ قبرستان یا پاکستان ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ مسلمان ہندوستان میں ایسی جد وجہد اور تحریک کا آغاز کریں جس سے حکومتی سطح سے دین میں کی جانے والی مداخلت کا سد باب کیا جا سکے، اور بتایا جائے کہ مسلمان یہاں کی دوسری بڑی اکثریت ہے، اس لیے دستور میں اسے جو تحفظات دیے گیے ہیں، اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا اور اس کام کے لیے ہم ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ دین بچانے کے لیے حکمرانوں کے فیصلے کی مخالفت کے ساتھ، دین کو اپنی زندگی میں اتارنے کی بھی ضرورت ہے، دین بچانے اور اس کے تحفظ کے لیے پہلا کام خود کرنے کا ہے اور وہ ہے کہ ہم بدعملی اور بے عملی سے دور رہیں، اسلام نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے، (بقیہ صفحہ ۱۱؍ پر)

دیش بچاؤ

ہمارے ملک ہندوستان کا شمار پوری دنیا میں عظیم ترین جمہوری ملک کے طور پر ہوتا ہے، جمہوریت کی بنیادیں یہاں مضبوط ہیں اور اس کو مضبوطی عطا کرنے میں مقنّنہ (پارلیامنٹ، راجیہ سبھا اور اسمبلیاں)، عدلیہ (لُوَر، اَپر، ہائی اور سپریم کورٹ)، انتظامیہ (افسران، وزراء اور بیروکریٹ)، اور ذرائع ابلاغ (پرنٹ اور الکٹرونک میڈیا) کا بڑا ہاتھ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان چاروں کو جمہوریت کی بنیاد کہا جاتا ہے، ان میں سے کوئی ایک کمزور ہو جائے تو جمہوریت کمزور ہوگی اور چاروں کمزور پڑ جائیں تو جمہوریت کی عمارت کو منہدم ہونے سے کوئی بچا نہیں سکتا، آزادی کے بعد ۱۹۵۰ء میں دستور ہند کے نفاذ کے وقت اس ملک کو سیکولر جمہوریہ قرار دیا، اس وقت جن لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار کی باگ ڈور تھی، وہ اس دستور کے پابند تھے، انہوں نے غلام ہندوستان کو دیکھا تھا جد وجہد آزادی میں حصہ لیا تھا، حکمراں پارٹی پر مسلمانوں کا دبدبہ باقی تھا اور کوئی فیصلہ لیتے وقت حکومت بار بار سوچتی تھی کہ اس کا اثر رائے عامہ پر کیا پڑے گا اور انتخابی سیاست میں رائے دہندگان کا رخ اس فیصلے کے بعد کدھر ہوگا، پھر ہوا یہ کہ دھیرے دھیرے مقنّنہ میں ایسے لوگ آگیے جن کی ذہنیت فرقہ واریت سے مسموم تھی، اور جن کے دلوں میں خدمت کے جذبہ کے بجائے مال ودولت کے حصول کا جذبہ پروان چڑھ چکا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ جمہوریت کا پہلا ستون کمزور ہو گیا، ممبران کی خرید وبکری سے لے کر سوالات پوچھنے کے لیے رشوت لینے تک کے واقعات سامنے آئے، اس خرید وفروخت کی وجہ سے حکومتیں بنتیں اور گرتی رہیں، آیا رام گیا رام کی مثل عام ہوگئی، سیاسی گلیاروں میں ہو رہی اس بدعنوانی نے لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہونچایا اور عوام میں سیاسی لیڈران کی پکڑ ہی نہیں قدر بھی کم ہوئی، عدلیہ پر لوگوں کا اعتماد جما ہوا تھا، اور ہر ظلم کے خلاف انصاف کے حصول کے لیے لوگوں کی نظر ادھر جاتی تھی، لیکن بابری مسجد حقیت کے معاملے میں زمین کی تقسیم، جسٹس لویا کی موت اور عدالت عظمیٰ کے چار ججوں کے ذریعہ تاریخ میں چیف جسٹس کے رویہ پر ہونے والی پہلی پریس کانفرنس میں ججوں کے ذریعہ یہ اعلان کہ جمہوریت خطرے میں ہے نے عوام کے ذہن ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، بابری مسجد کے قضیے میں ہمارا موقف اس کے فیصلے کو قبول کرنے کا ہے، اس کے باوجود واقعہ یہ ہے، ان معاملات کی وجہ سے جمہوریت کے اس دوسرے ستون پر بھی زوال کے آثار دِکھنے لگے ہیں، خصوصا اس صورت میں جب عدالت میں بحالیاں قابلیت کے بجائے پارٹی وفاداری کی بنیاد پر کی جا رہی ہوں، جمہوریت کے تیسرے ستون انتظامیہ کا حال یہ ہے کہ فائل کو جس قدر مضبوطی سے آپ دوڑانا چاہتے ہیں، رشوت کے اتنے مضبوط پہیے کا استعمال کرنا ہوگا، اگر رشوت کا پہیہ نہ لگایا گیا یا مضبوط انداز میں نہیں لگایا گیا تو وہ فائل دفاتر میں سرک بھی نہیں سکتی ہے، کوئی کام کرانا ہے تو شُبِدھا شلک (رشوت) دینا ہی ہوگا، اس طرح تیسرا ستون بدعنوانی میں کمر تک نہیں گردن تک ڈوب کر رہ گیا ہے، ان معاملات ومسائل نیز عوام کی پریشانیوں کو سرکاری محکموں تک پہونچانے کے لیے ذرائع ابلاغ چوتھا ستون تھا، اخبارات، ٹیلی ویزن وغیرہ ذریعے آواز اٹھانے پر حکومت کے کان کھلتے تھے اور اس کے نتیجے میں پریشانیاں دور ہوتی تھیں، لیکن اب ذرائع ابلاغ پرنٹ اور لکٹرونک میڈیا بھی حکمراں جماعت کے ہاتھ مال ودولت کی ہوس میں بک چکے ہیں، اس لیے اینکر، ٹی وی کے اناؤنسر فرقہ واریت پھیلانے، اقلیتوں کے مسائل کو دبانے اور حکومت کو شاباشی دینے میں لگے ہوئے ہیں، رائے عامہ ذرائع ابلاغ ہی بیدار کرتے تھے، ان کے بک جانے سے ملک کے عوام کے ذہن وسوچ کو صحیح رخ نہیں دیا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے جمہوری قدروں کا جنازہ نکلتا چلا جا رہا ہے، گویا خطرات کے بادل دین پر بھی منڈلا رہے ہیں اور جمہوریت پر بھی، ان حالات میں ضروری ہو گیا ہیکہ دین اور دیش بچانے کے لیے تحریک چلائی جائے، (بقیہ صفحہ ۱۱؍ پر)

سچا معلم

’’سچا معلم وہ ہے جو سچے کوئلہ کی طرح سلگنا جانتا ہو، جس کے دل میں یہ درد وکسک ہو کہ طلبہ کو اس سے نفع پہنچے، اس کے طرز عمل سے طلبہ کے دلوں میں اس کے لیے عظمت ومحبت کے سوتے پھوٹ پڑیں، اور دلوں کی گہرائیوں سے وہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائیں کہ استاذ کی ذات سے، اس کے علم سے، اس کی کتاب زندگی سے انہوں نے اکتساب فیض کیا ہے، اس کی افادیت ونافعیت کی طلبہ گواہی دے رہے ہوں اور اس کے ممنون کرم ہوں۔‘‘ (حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مدظلہ)

بلا تبصرہ

’’اسکول اور کالجوں میں پورا تعلیمی سال پڑھائی کے بغیر ختم ہو جاتا ہے، کیا یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہے، یہ انصاف کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے کہ طلبہ کو پڑھائے بغیر ان کا امتحان لیا جائے، اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ تعلیمی اداروں میں کوئی اس لیے داخل نہیں ہوتا کہ وہ پورے تعلیمی سال میں اپنا وقت اور مال خرچ کر کے بھی امتحان میں فیل ہو جائے، ایسے میں سوال یہ ہے کہ اس ظلم کا ذمہ دار کسے مانا جائے؟… اس پر ریاستی اور مرکزی حکومت کو دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ (ہندوستان ۲۰؍فروری ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

وعدہ خلافی گناہ ہے:

﴿وعدہ کو پورا کرو، بے شک عہد کے بارے میں تم سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔﴾ (سورۂ بنی اسرائیل:۳۴)

مطلب : حقیقی اور سچے مسلمان کی زندگی میں جھوٹ، عہد شکنی، بے وفائی اور وعدہ خلافی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا ہے؛ کیوں کہ یہ اسلامی اخلاق کے منافی عمل ہے، جو لوگ وعدہ کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں، اس سے ان کی عظمت و بلندی ظاہر ہوتی ہے اور معاشرتی زندگی میں ان کا قدر واحترام بڑھتا ہے۔

وعدے دو طرح کے ہیں: ایک وہ جس کا اللہ نے ازل میں وعدہ لیا اور بندے نے اپنے خالق سے عبودیت و بندگی کا عہد و پیمان کیا کہ ہم مکمل آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کریں گے؛ لیکن افسوس یہ ہے کہ دنیا میں آنے کے بعد کچھ بندے اپنے اس وعدے کو فراموش کر گئے اور شرک و بدعت میں مبتلا ہو گئے۔

اور دوسرا عہد یہ ہے کہ جب کوئی انسان کسی سے تجارتی و معاملاتی معاہدہ کرتا ہے تو اس کو پورا کرنے کا وعدہ کرتا ہے، جو لوگ اپنے جائز وعدے پورے کرتے ہیں، اس سے ان کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے ان کے بلندی اخلاق میں پختگی آتی ہے، یہ وعدہ کسی فرد یا جماعت سے ہو، یا قوم سے، اس کو پورا کرنے سے تعلقات مزید مستحکم ہوتے ہیں اور جو لوگ وعدہ خلافی کرتے ہیں، وہ معاشرتی زندگی میں بدنام ومطعون تصور کئے جاتے ہیں اور وہ قیامت کے دن بھی رسوا ہوں گے؛ اس لیے حدیث میں فرمایا گیا کہ جو شخص بلا عذر شرعی کے کسی سے وعدے کر کے خلاف ورزی کرے گا، وہ شرعا گنہگار ہوگا اور وہ عملی نفاق کا مرتکب سمجھا جائے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ وہ منافق ہے خواہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلم ہے۔

معلوم ہوا کہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی بہت بری اور قابل نفرت چیز ہے، اس بری خصلت سے ہر انسان کو پرہیز کرنا چاہیے، اس تلخ حقیقت کو ان تاجروں، کاریگروں اور ملازموں کو جان لینا چاہئے کہ جو لوگوں سے اپنے کام کو متعین وقت میں پورا کر لینے کا وعدہ کر لیتے ہیں، مگر پھر وعدہ پورا نہیں کرتے کہ ان کا شمار منافقین کے زمرہ میں ہوگا اور منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔

مسلمان سچ بولتا ہے:

{حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سچائی کو اختیار کرو؛ کیوں کہ سچائی نیکی کا راستہ بتاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ بتلاتی ہے، آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کو تلاش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ سچا لکھا جاتا ہے۔} (بخاری و مسلم)

وضاحت : اسلام نے مسلمانوں کو تقویٰ و پرہیز گاری کے ساتھ زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے اور بتلایا کہ اگر مسلمانوں کے دلوں میں خوف وخشیت الٰہی کی کیفیت طاری ہوگی تو اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بلند مرتبہ عطا کریں گے اور انسانی معاشرے میں خیر و بھلائی کی خوشگوار فضا قائم ہوگی اور صالح انسانی معاشرت کی تعمیر و تشکیل میں ماحول سازگار ہوگا؛ اس لیے اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو صاحب کردار انسان بننے اور قول و عمل میں صداقت وسچائی اختیار کرنے کی ترغیب دی کہ خدا کی خوشنودی والی جنت جن کو ملے گی، ان میں وہ بھی ہوں گے جو دنیا میں دوسری صفتوں کے ساتھ سچائی اور راست بازی میں ممتاز ہوں گے۔ ارشاد ربانی ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کا سنوارے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ (سورہ احزاب)

اگر غور کیا جائے تو سچائی کے معنی میں بڑی وسعت ہے، امام غزالیؒ نے اس کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں، لیکن بنیادی طور پر اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) زبان کی سچائی کہ انسان اپنے منہ سے کوئی بات صداقت کے خلاف نہ بولے؛ کیوں کہ انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے، اس پر خدا کا فرشتہ گواہ رہتا ہے، ارشاد ربانی ہے: آدمی کوئی لفظ نہیں بولتا؛ لیکن ایک نگراں اس پر حاضر رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو ناپ تول کر بولنا چاہئے، زبان کو دروغ گوئی سے آلودہ نہ کرنا چاہئے۔ اس گناہ کی شناعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں کی فہرست میں اس کا شمار سب سے بڑے گناہوں کے بعد کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ڈراتے ہوئے اور اس سے خبردار کرتے ہوئے برابر اس کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ بعض صحابہ نے کہا کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ کاش آپ سکوت اختیار کر لیتے۔

(۲) دل کی سچائی یہ ہے کہ دل اور زبان میں یکسانیت ہو، اگر دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے تو اس کو نفاق کہیں گے اور قرآن نے متعدد جگہوں پر اس کی شناعت بیان کی ہے۔

(۳) تیسری قسم عمل کی سچائی ہے کہ اس کے ظاہری، باطنی اوصاف کے مطابق ہوں، جو کچھ دل سے مانتے ہیں، عمل سے اس کی تصدیق اور زبان سے اس کا اقرار ہو، قرآن کریم نے ایسے ہی لوگوں کو صدیق کہا ہے۔

یہ تین وہ اوصاف ہیں جن کے اختیار کرنے سے انسانی متقی اور پرہیز گار ہو جائے گا اور یوم آخرت میں وہ درجات علیا سے سرفراز کیا جائے گا۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

زمین ہنڈہ پر دینا

حامد نے اپنی پانچ کٹھا زمین محمود کو سالانہ پانچ من غلہ (گندم یا دھان) طے کر کے ہنڈہ پر دیا کیا اس طرح زمین ہنڈہ پر دینا درست ہے؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

ا۔ زمین ہنڈہ پر دینا درحقیقت زمین کو اجارہ پر دینا ہے اور جس طرح مکان کو کرایہ پر دینا درست ہے اسی طرح زمین کو کرایہ پر دینا اس کی شرطوں کے ساتھ جائز و درست ہے، لہذا صورت مسئولہ میں حامد کا اپنی زمین کو متعین جنس اور متعین مقدار غلہ کے عوض ہنڈا پر دینا صحیح و درست ہے جبکہ اسی کھیت کی پیداوار سے غلہ دینے کی شرط نہ ہو۔

وتصح اجارة ارض للزراعة مع بيان ما يزرع فيها أو قال على أن ازرع فيها ما اشاء كى لا تقع المنازعة (الدر المختار على رد المحتار ۹/ ۳۹) فقط.

زمین بٹائی پر دینا

بکر نے احمد کو اپنی زمین بطور بٹائی اس شرط پر دی کہ کل اخراجات احمد کے ذمہ ہوں گے اور پیداوار کا نصف حصہ بکر کو ملے گا، کیا اس طرح زمین بٹائی پر دینا درست ہے؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ طریقہ پر زمین بٹائی کے لئے دینا شرعا جائز و درست ہے طے شدہ معاملہ کے مطابق نصف پیداوار کے حق دار بکر اور نصف کے حقدار احمد ہوں گے۔

هى عقد على الزرع ببعض الخارج .... ولا تصح عند الامام لانها كقفيز الطحان وعندهما تصح وبه يفتىٰ للحاجة (الدر المختار على رد المحتار ۹/ ۳۹۸)

پھل آنے سے پہلے پھلوں کو فروخت کرنا:

احمد کے پاس آم کا باغیچہ ہے اس نے پھل آنے سے پہلے ہی پھلوں کو فروخت کر دیا، اس کا یہ عمل از روئے شرع کیسا ہے۔

الجواب ———— وباللہ التوفیق

شئی معدوم کی خرید و فروخت درست نہیں ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں احمد کا اپنے باغ کے پھلوں کو اس کے ظاہر ہونے سے قبل فروخت کرنا شرعا جائز نہیں ہے۔ البتہ جواز کی صورت یہ ہے کہ باغ کی زمین اجارہ (کرایہ) پر دیدے اور مناسب اجرت طے کر لے اور باغ کا مالک اجارہ پر لینے والے کو اس کے پھلوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیدے۔

وبطل بيع ما ليس فى ملكه لبطلان بيع المعدوم ...... لأنه صلى الله عليه وسلم : نهىٰ عن بيع ما ليس عند الانسان ورخص فى السلم (الدر المختار على رد المحتار ۷/ ۲۴۶)

الحيلة فى جوازها أن يستاجر موضعا من الارض ليضرب فيه فسطاطا أو ليجعله حظيرة لغنمه فتصح الاجارة ويبيع صاحب المرعىٰ له الانتفاع بالمرعىٰ كذا فى المحيط (هندية ۴/ ۴۴۲)

پھلوں کی بند پیٹی کی خرید و فروخت:

محمود پھلوں کی تجارت کرتا ہے، وہ انگور کی بند پیٹی کی خرید و فروخت کرتا ہے، بند پیٹی میں کس طرح کا پھل ہے معلوم نہیں، پیٹی کھولنے کے بعد کبھی کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے ایسی صورت میں یہ تجارت درست ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

مذکورہ طریقہ پر خرید و فروخت جائز درست ہے، البتہ اگر پیٹی کھولنے کے بعد پھل خراب ہو تو خریدار کو خیار عیب حاصل ہوگا یعنی اگر وہ چاہے تو مذکورہ بیع کو نافذ قرار دے اور چاہے تو معاملہ کو ختم کر دے۔ فقط

کھیت کے کل پیداوار پر عشر واجب ہے:

زید نے کھیتی کی، سو من غلہ حاصل ہوئے لیکن اس میں کھاد، پٹون، بیج اور مزدوری میں تقریبا بیس ہزار روپئے خرچ ہوئے، اب سوال یہ کہ پورے سو من میں عشر واجب ہوگا یا اخراجات نکالنے کے بعد؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں پورے سو من غلہ کا عشر دینا ہوگا اخراجات وضع نہیں کئے جائیں گے اس لئے کہ کھیت کے کل پیداوار پر عشر واجب ہوتا ہے اخراجات وضع نہیں کئے جاتے ہیں۔ فقط

يجب العشر فى الاول ونصف فى الثانى بلا رفع اجرة العمال ونفقة البقر وكرى الانهار واجرة الحافظ ونحو ذالک (رد المحتار ۳/ ۲۶۹) فقط.

نیٹ ورک مارکیٹنگ:

RCM اور اس جیسی کمپنیوں کی مارکیٹنگ اور نیٹ ورک ملک کے تقریبا تمام چھوٹے بڑے شہروں میں ہے، اس میں مسلمان بھی جڑ رہے ہیں، ایسی مارکیٹنگ کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس میں شمولیت کیسا ہے؟

الجواب ———— وباللہ التوفیق

نیٹ ورک مارکیٹنگ کی مروجہ شکلیں مختلف مقاصد شرعیہ، دھوکہ، غرر، بیع کو ایک غیر متعلق چیز کے ساتھ مشروط کرنا ایک معاملہ کو دو معاملوں سے مرکب بنا دینا اور شبہ قمار پر مشتمل ہے، نیز اس سے خریداروں کا اصل مقصد سامان خریدنا نہیں بلکہ غیر معمولی کمیشن حاصل کرنا ہوتا ہے، اس لئے یہ شرعا جائز نہیں ہے، مسلمانوں پر اس میں شرکت سے احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھـــــلــــــواری شـــــــریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 9 مورخہ ۹رجمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۶رفروری ۲۰۱۸ء روز سوموار

ہر دم رواں

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اپنے قیام کے پہلے دن سے ملت کی تنظیم، دینی ماحول میں تعلیم، اسلامی رہنمائی اور ہر قسم کے جھگڑوں کو نمٹانے کے لیے دار القضاء کے قیام اور تحفظ شریعت کی جدوجہد کرتی رہی ہے، یہ ایک متحرک اور فعال ادارہ ہے، اس لیے اس کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔

امارت شرعیہ کی اس وسعت میں موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی جدوجہد، معتدل اور متوازن فکر، جماعتی زندگی کے طویل تجربات، دانشورانہ قابلیت، اسلامی علوم سے بہرہ ور ذہن ودماغ کا بڑا دخل ہے، ان کی فکر مندی اور قیادت کی مضبوط صلاحیت نے امارت شرعیہ کو وسعت کے ساتھ ساتھ مضبوطی بھی عطا کی ہے۔ان کی رہنمائی میں ہونے والی مسلسل محنت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں امارت شرعیہ کا اعتبار واعتماد پہلے سے بڑھا ہے اور اس کے وقار میں اضافہ ہوا ہے۔

حضرت امیر شریعت الحمد للہ عمر کی آٹھویں دہائی میں چل رہے ہیں، لیکن دل ودماغ پر بڑھتی عمر کے اثرات نہیں ہیں، قویٰ کمزور ضرور ہوگیے ہیں، امراض واعذار نے بھی جسم میں گھر کر لیا ہے، لیکن آپ کی قوت ارادی اس قدر مضبوط ہے کہ بہتوں کو ان کے ساتھ چلتے پسینے چھوٹنے لگتے ہیں، ان کے فیصلے بروقت ہوتے ہیں اور اس کے لیے اقدام تیزی سے کرنے پر وہ یقین رکھتے ہیں۔

اسی اقدام کے نتیجہ میں حضرت نے بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مختلف شہروں میں تشریف لے جانے کو اپنی منظوری عطا فرمائی تھی، مقصد اڈیشہ کے کٹک میں دفتر کی جدید عمارت اور راورکیلا میں امارت ہیلتھ کیر سنٹر کی دیدہ زیب بلڈنگ کا افتتاح، جھارکھنڈ کے سمڈیگا میں دار القضاء کا قیام، نگری رانچی اور گری ڈیہہ میں سی بی اس ای نصاب ونظام تعلیم کے مطابق امارت پبلک اسکول کا آغاز اور بسرا اور کیلا اڈیشہ میں امارت عمر ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ کا جائزہ لینا تھا، بہار کے جہان آباد میں دار القضاء کے قیام اور قاضی کے تقرر کا اعلان بھی اس سفر میں ہونا تھا، حضرت نے پیرانہ سالی اور حیدرآباد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے تھکا دینے والے اجلاس کے بعد سیدھا بھونیشور کا رخ کیا، وہاں سے کٹک، راورکیلا، سمڈیگا، رانچی گریڈیہہ اور جہان آباد کے پروگرام میں شرکت کی وجہ سے ۱۳رفروری ۲۰۱۸ء سے ۱۹رفروری ۲۰۱۸ء تک مسلسل سفر میں رہے، جب کہ سفر کا یہ سلسلہ کم وبیش دو ہفتہ قبل سے چلا آرہا تھا ہر جگہ والہانہ اور پرجوش استقبال کیا گیا، عقیدت مندوں کی بھاری بھیڑ نے فلک شگاف نعرے لگائے، پھولوں کی بارش کی گئی، ہر جگہ بڑے بڑے اجلاس ہوئے، اور ان میں حضرت کی بصیرت افروز تقریریں ہوئیں، بیعت وارشاد کی مجلسیں سجیں، جس میں بہت سارے مرد وعورت نے گناہوں سے توبہ کیا نیز آئندہ منکرات سے بچنے، اور اسلامی زندگی گذارنے کا عہد کیا اس دوران پورے علاقہ میں امارت شرعیہ اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا پیغام مضبوطی سے پہونچایا گیا، احقر کو چند گھنٹے کی مصاحبت تو پہلے بھی رہی تھی، لیکن اتنے دن تک ساتھ رہنے کا یہ پہلا موقع تھا، پورے سفر میں ساتھیوں کی رعایت، حوصلہ افزائی اور مجلس کو باغ وبہار بنائے رکھنے کے لیے پر لطف جملے ہم لوگوں کے سمندِ عزم کو مہمیز کرتے رہے، اس پورے سفر میں حضرت انتہائی ہشاش بشاش رہے اور عزیزوں کا دل رکھنے کے لیے مختلف جگہ جانے کی تجویز کو تھکاوٹ کے باوجود قبول کرتے رہے، ہر جگہ لوگوں کا ہجوم حضرت کی عند اللہ وعند الناس مقبولیت کی غمازی کر رہا تھا، واقعہ یہ ہے کہ بڑی مشکل سے چمن میں دیدہ ور پیدا ہوتا ہے اور ہم سب کے لیے سعادت کی بات ہے کہ ہم اس دیدہ ور کی قیادت وامارت میں سمع وطاعت کی زندگی گذار رہے ہیں، جس کا مطالبہ ہمارا اسلام ہم سے کرتا ہے۔

ختمِ سفر کے بعد بھی آرام نہیں ہے، تیاری دین بچاؤ، دیش بچاؤ کانفرنس کی چل رہی ہے، جس کا انعقاد ۱۵ر اپریل ۲۰۱۸ء کو پٹنہ کے گاندھی میدان میں ہوگا، حضرت مسلسل اس کے لیے فکر مند ہیں اور مختلف سطح پر تیاری کے لیے ضروری احکامات وہدایات دینے کی غرض سے میٹنگوں میں شرکت کر رہے ہیں، یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔

دھوکے بازی

ہندوستان میں دھوکے بازوں کے وارے نیارے ہیں، وہ بہت اطمینان سے دھوکہ دیتے ہیں اور بڑی آسانی سے ملک کی سرحد عبور کر جاتے ہیں، تازہ معاملہ پنجاب نیشنل بینک کا سامنے آیا ہے، جس میں مخصوص اکاؤنٹ ہولڈروں کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے ان کے غیر ملکی اکاؤنٹ مین پیشگی روپے ٹرا سفر کیے گیے، جس کی وجہ سے ۱۶ء۱۷۷ اکروڑ ڈالر یعنی ۱۱۳۴۶ کروڑ روپے بینک سے غیر ملک میں منتقل ہوگیے، ظاہر ہے یہ رقم صارفین کے تھے اور اس کی وجہ سے بینک کو سخت خسارے کا سامنا کرنا پڑا، اس کے شیر ۷۷ء۹ فی صد گر کر ۸۵ء۱۴۵ پر آگیے، اسٹاک اکس چینج میں اس بھاری گراوٹ سے صارفین ۳۴۰۰ سو کروڑ روپے ڈوب گیے، سنکس ۱۵۵ء ۳۵ اور نفٹی ۷ء۹ ''انک'' نیچے گر کر ۱۰،۵۰۰ پر بند ہوا، گذشتہ دس دن کے اندر دھوکے بازی کے کئی واقعات سامنے آئے ہیں جن میں سے ایک روٹو میک قلم کمپنی کے مالک کوٹھاری برادران کا بینک آف بڑودہ سے سود سمیت چھتیس سو پنچانوے کروڑ روپے لے کر فرار ہونے کا واقعہ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔اس کے پہلے نیرو مودی اور ان کے خاندان والوں نے ۲۸۰،۰۷ کروڑ روپے کا چونا بینک کو لگایا تھا اور ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے تھے، ان واقعات کے تسلسل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اور بینک کے اہل کاروں نے وجے مالیا، للت مودی وغیرہ کے واقعات سے سبق نہیں سیکھا، ضرورت ہے کہ حکومت ایک ایسا میکانزم تیار کرے کہ آئندہ اس قسم کے واقعات سے بچا جاسکے، اس قسم کی دھوکہ دھری سے لوگوں کا اعتماد بینکوں سے اٹھتا جارہا ہے، لوگ یہاں روپے حفاظت کے لیے جمع کرتے تھے، رقم جب یہاں بھی محفوظ نہ رہ سکے تو صارفین کہاں جائیں گے؟

امیروں کی دنیا

بلومبرگ نامی ایک سروے ایجنسی نے رابن ہوڈ انڈکس کے نام سے دنیا کے مختلف ملکوں کے مالداروں کی دولت کا جائزہ لے کر بتایا ہے کہ جن ملکوں میں وہ رہ رہے ہیں، اس ملک کو اگر ان کو چلانا پڑے تو اپنی دولت سے وہ کتنے دن اس ملک کی کفالت کر سکتے ہیں، اس رپورٹ میں ہندوستان کے مکیش انبانی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ بیس دنوں تک ہندوستان کا خرچ بلا شرکت غیرے چلا سکتے ہیں جبکہ بھارت سرکار کا ایک دن کا خرچہ ۱۲،۷۶۸ اکروڑ روپے کا ہے، امریکہ کے جیف بے حوس پانچ دن، فرانس کے بنارڈ آرنالٹ ۱۵ دن میکسیکو کے کارلس سلم ۸۲ دن، چین کے جیک ما ۴رون برازیل کے جارج پاؤلو تیرہ دن، اٹلی کے گی اووپنی فرارو نو دن، یورپی ملک سائپرس کے جان فرڈرکسن چارسوا کتالیس دن، جارجیا کے بِد جینا چارسو تیس دن، ہانگ کانگ کے لی کاسن ۱۹۱ دن، ملیشیا کے رابرٹ کواوک ۹۵ دن، سنگاپورے وی چویاو ۵۲ دن اور جرنی کے ڈائٹر سوارج پانچ دن کا خرچ اٹھا سکتے ہیں انچاس ملکوں کے مالداروں کی اس سروے رپورٹ میں چار خواتین کا بھی نام ہے جو اپنے ملک کا خرچ اٹھانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

اس سروے رپورٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دولت کا ارتکاز کس تیزی سے ایک فی صد لوگوں کے ہاتھوں میں ہو رہا ہے، جس کے نتیجے میں مالدار اور مالدار ہوتا جارہا ہے اور غریب اور غریب، اسلام نے دولت کے ارتکاز کو پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا، اس کا معاشی اور اقتصادی نظام دولت کی ایسی تقسیم پر مبنی ہے، جس میں مالداروں کے ذمہ غریبوں مسکینوں کی ضروریات کی کفالت بھی مختلف عنوانات سے شامل ہے جس کی وجہ سے دولت ایک ہاتھ میں مرکوز نہ ہو کر گردش کرتی رہتی ہے، اسی لیے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ اسلام کا معاشی نظام آمد سے زیادہ خرچ پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔

خواتین کا مظاہرہ

تین طلاق بل کے خلاف مسلمانوں خصوصا خواتین میں جو ناراضگی پائی جارہی ہے، اس کے اظہار کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں خاموش احتجاجی مظاہرے ہو رہے ہیں، جن میں لاکھوں تک کی تعداد میں خواتین کی شرکت رکارڈ کی گئی ہے، اسی موضوع پر پٹنہ کی خواتین نے بھی ۱۸رفروری ۲۰۱۸ء کو مظاہرہ کیا اور سائنس کالج پٹنہ سے سبزی باغ موڑ تک خاموش جلوس نکالا، امارت شرعیہ کی تحریک پر پٹنہ کی تاریخ میں مسلم خواتین کا یہ سب سے بڑا جلوس تھا، ہزاروں رضا کار اس جلوس کے لیے راستہ کلیر کرانے کے لیے سڑک کی دونوں جانب کھڑے تھے، اس موقع سے پٹنہ کے اے ڈی ام کے توسط سے خواتین نے پٹنہ کے ڈی ایم اور گورنر بہار کو میمورنڈم دیا جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ صدر کے خطبے سے مسلم خواتین پر کیے گیے تبصرے کو ختم کیا جائے، مسلم ویمن پروٹکشن بل کے نام پر خواتین کی دلآزاری بند کی جائے، اور حکومت مسلم خواتین کو دستور ہند میں دیے گیے حقوق واختیارات کو سلب کرنے کی کوشش نہ کرے۔اس مظاہرہ سے بڑا مثبت پیغام حکومت کے ایوانوں تک پہونچا اور پٹنہ کی خواتین نے کثیر تعداد میں اس خاموش جلوس میں شامل ہو کر ثابت کر دیا کہ ہم مسلم پرسنل لا بورڈ کے ساتھ ہیں، اور اسلامی احکام پر عمل ہماری زندگی کا نصب العین ہے۔جن چند عورتوں سے پارلیامنٹ کی گیلری میں طلاق بل پر تالیاں پٹوائی گئیں، وہ مسلم بیزار عورتیں ہیں، اور مسلمانوں کی نمائندگی نہیں کرتیں، مسلمانوں کی نمائندگی وہ خواتین کر رہی ہیں جو اس مسئلے پر گھروں سے نکل کر شرعی حدود وقیود کے ساتھ احتجاج کر رہی ہیں، اور سرکاری اہل کاروں کو میمورنڈم دے کر اس بل اور صدر جمہوریہ کی تقریر کے متن پر اپنا اعتراض واحتجاج درج کرا رہی ہیں۔

نجی فوج

آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت نے سنگھ میں پرائیوٹ فوج کی موجودگی کا اقرار کیا ہے، یہ فوج ملکی افواج کے مقابل ہے، اور حکومت اس اقرار کے باوجود خاموش ہے، ملکی افواج کے مقابلے میں پہلے سے دلت سینا اور کرنی سینا کا وجود اور کردار سرخیوں میں رہا ہے اور مختلف موقع سے تشدد، ہنگامے اور فساد کرنے میں اس کی مضبوط حصہ داری رہی ہے، سنگھ کا جو تربیتی نظام ہے، اس کو دیکھ کر پہلے سے ہی یہ احساس تھا کہ ملک میں فساد کرانے، اقلیتوں کو ہراساں کرنے کے لیے سنگھ اپنے کارکنوں کی تربیت کر رہا ہے، جسمانی تربیت کے ساتھ ان کے ذہن ودماغ میں مسلمانوں کے خلاف زہر گھولا جارہا ہے، پہلے جو بات لوگ محسوس کرتے تھے آج وہ حقیقت بن کر لوگوں کے سامنے ہے، موہن بھاگوت کے اس اقرار سے ہمیں حیرت نہیں ہوئی، حیرت اس بات پر ہے کہ ملکی افواج کے مقابلے نجی فوج تیار کھڑی ہے اور وہ اتنی مضبوط ہے کہ چینی فوج کے مقابلے کے لیے ڈوکلام سرحد پر موجود ہے، یہ ہماری دفاعی صلاحیت پر سنگھ کی طرف سے کرارا وار ہے اور فوج کے حوصلے پست کرنے کا سبب بھی، لیکن ہمارے وزیر داخلہ اور بکی ہوئی میڈیا اس پر کچھ کہنے کو تیار نہیں ہے، اگر نجی فوج تیار کرنے کا یہ عمل اسی طرح جاری رہا تو پتہ نہیں کون کون اپنی فوج تیار کر لے گا، ایسے میں ملک کی سلامتی اور تحفظ کا کیا ہوگا، یہ ایک سوال ہے جس نے ملک سے محبت کرنے والوں کو بے چین کر رکھا ہے۔

یادوں کے چراغ

مولانا قاری علیم الدین قاسمی

: ایڈیٹر کے قلم سے

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے رکن مجلس شوریٰ وعاملہ، مدینہ مسجد ہند پیڑھی رانچی کے امام وخطیب مولانا قاری علیم الدین قاسمی بن صاحب علی بن عبداللہ کا ان کے وطن ثانی ہند پیڑھی رانچی میں ۳۱؍جنوری ۲۰۱۸ء بروز بدھ بعد نماز مغرب انتقال ہوگیا، ان کا جسم مختلف امراض کی آماجگاہ بن گیا تھا، قلب وجگر کے مریض تھے اور فالج نے کم وبیش ایک سال سے صاحب فراش بنادیا تھا، آواز پر بھی اس کا اثر تھا، لیکن اس حالت میں دینی فکر اور امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے کا خیال دل میں بیٹھا ہوا تھا، جنازہ کی نماز اگلے روز ہرموروڈ رانچی کی وسیع وعریض عیدگاہ میں تین بجے شام میں ہوئی، ان کے صاحب زادہ قاری صہیب احمد مدرس مدرسہ عالیہ عربیہ پتراٹولی کانکے رانچی نے پڑھائی، ایک اندازہ کے مطابق پندرہ ہزار سے زائد لوگوں کا مجمع تھا، جوان کی مقبولیت کی روداد سنا رہا تھا، ہر دل پریشاں اور بیش تر آنکھیں نم تھیں، مٹی دینے کا سلسلہ بعد نماز مغرب تک جاری رہا، مولانا جمیل اختر صاحب (م ۹؍جنوری ۲۰۱۸ء) کے انتقال کے بعد رانچی کے مسلمانوں کے لیے یہ دوسرا بڑا حادثہ تھا۔

رانچی شہر سے بائیس کلومیٹر دور بانا پیری گاؤں میں ۱۹۳۲ء میں آپ کی ولادت ہوئی، والد، صاحب علی پڑھے لکھے نہ ہونے کے باوجود گاؤں میں اپنا اچھا اثر ورسوخ رکھتے تھے وہ گاؤں کے برہمن زمیندار کے مشیر خاص اور محافظ تھے، وفاداری کی بنا پر زمیندار کے دشمنوں نے صاحب علی پر حملہ کردیا، جس سے وہ ہمیشہ کے لیے معذور ہوگیے، قاری علیم الدین صاحب اپنے چھ بھائی اور پانچ بہنوں میں پانچویں نمبر پر تھے اور اپنی مخصوص صلاحیتوں کی وجہ سے اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔

تعلیم کا آغاز گاؤں کے پرائمری اسکول سے ہوا، ٹھاکر گاؤں کے مڈل اسکول سے مڈل کلاس پاس کیا، اردو کی بنیادی اور ابتدائی کتابیں رشتہ کے ماموں امانت علی سے پڑھیں، ان کا مشورہ تھا کہ آگے کی تعلیم جاری رکھنے کے لیے وہ بہار سے باہر جائیں، دشواری یہ تھی کہ ان کے والد اس کے لیے تیار نہیں تھے، وہ ابتدائی تعلیم کے بعد اس بات کے خواہش مند تھے کہ ان کا لڑکا پارچہ بافی میں ان کا ہاتھ بٹائے؛ تاکہ گھر کی مالی حالت درست ہو سکے، یہ بات کم سنی کے باوجود قاری علیم الدین صاحب کو قبول نہیں تھی، وہ اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے تھے اور کپڑا بننے کی صنعت سے لگ کر وہ اپنا بچپن اور تعلیم کے مواقع کھونے پر آمادہ نہیں تھے، چنانچہ کسی کسی طرح کرایہ فراہم کرکے وہ گھر سے بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ایک ساتھی (قاری) محمد اسحاق کے ساتھ مئوناتھ بھنجن جاکر دارالعلوم میں داخلہ لے لیا، تجوید وقرأت کی تعلیم دوتین سال میں یہاں سے مکمل کرنے کے بعد مدرسہ عالیہ فتح پوری مسجد دہلی چلے گیے، لیکن گھر کی یاد آنے لگی تو مدرسہ عالیہ کو خیر باد کہہ کر رانچی آگئے، اہل خاندان نے اس موقع کا فائدہ اٹھا کر رانچی کی مالدار اور با اثر شخصیت حاجی محمد قاسم کی بھتیجی سے ان کا نکاح کردیا، گھر والے یہ سمجھ رہے تھے کہ شادی ان کے پاؤں کی بیڑی بن جائے گی اور اب وہ تعلیم کو خیر باد کہہ دیں گے، مگر ایسا ہو نہیں سکا، علم کی طلب کے جذبہ میں شدت کی وجہ سے شادی ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکی اور انہوں نے آگے کی تعلیم جاری رکھنے کے لیے ۱۹۵۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے لیا اور مسلسل سات سال اپنی تعلیم کو جاری رکھا اور ۱۹۶۱ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کرکے سند فراغ حاصل کیا اور وطن واپس آئے۔

تدریسی زندگی کا آغاز آبائی گاؤں اسلام نگر بانا پیری کے ایک مدرسہ دارالعلوم سے کیا اور صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہوئے، لیکن مدرسہ کی انتظامیہ سے قاری صاحب کی نہیں بن سکی، چنانچہ انہوں نے صرف پندرہ دن بعد تدریسی زندگی چھوڑ کر ۱۹۶۲ء میں مدرسہ محمودیہ سرتا مرما رانچی کے مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور تا زندگی اس کے اعزازی مہتمم رہے، انہوں نے رنگساز مسجد اور چھوٹی مسجد میں امامت کرنے کے بعد رانچی کی مدینہ مسجد میں امامت شروع کردیا اور پوری زندگی اسی مشغلہ سے لگے رہے، امامت کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دھیرے دھیرے وہ رانچی کی ملی، سماجی اور مذہبی کاموں میں ہاتھ بٹانے لگے، جس سے ان شخصیت کو مقبولیت اور وہ رانچی کی سرگرمیوں کے مرکز بن گیے، انہوں نے انجمن اسلامیہ اور اقراء مسجد کو بھی اپنی خدمت کا مرکز بنایا، امارت شرعیہ سے خصوصی تعلق کی وجہ سے وہ مقامی کاموں میں امارت کے دست وبازو بن گیے، وہ درجنوں سے مدارس کے سرپرست اور کئی مسجد کے بانی تھے۔ اکابر امارت ان کی خدمات کا اعتراف کرتے اور ان کی جدوجہد کو سراہتے انہوں نے برسوں امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ اور عاملہ کے رکن کی حیثیت سے کام کیا وہ امارت شرعیہ کی ہر آواز پر لبیک کہنے والوں میں تھے، اور جب تک صحت مند رہے میٹنگوں میں پھلواری شریف آتے رہے۔

میرا رانچی آنا جانا تو امارت شرعیہ آنے سے پہلے سے تھا، مولانا محمد قاسم جمالی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ رانچی، مولانا رضوان احمد قاسمی، مولانا حماد قاسمی سے میری قربت بہت قدیم تھی، ڈاکٹر محمد اشرف تو میرے درسی ساتھی رہے ہیں، پروفیسر جمشید قمر سے اس وقت سے یارانہ رہا جب ہم دونون آرکائیو سکریٹریٹ پٹنہ میں نایاب تاریخی فائلوں کی تلاش کے لیے جمع ہوا کرتے تھے، شاہ نواز احمد خان صاحب کی توجہ سے میں بہار مدرسہ بورڈ کی تاریخ لکھنے میں مشغول تھا، اور ڈاکٹر جمشید قمر رانچی میں مولانا آزاد کے قیام کی روداد تلاشنے میں لگے تھے، لیکن اس پورے دور میں قاری صاحب سے میری ملاقات نہیں ہوئی، جب امارت شرعیہ مین نائب ناظم کی حیثیت سے آیا تو رانچی اور پھلواری شریف میں ان سے مسلسل ملاقاتیں رہیں، عمر کے تفاوت کے باوجود اس طرح خورد نوازی کرتے کہ اپنے کو بڑے ہونے کا گمان ہونے لگتا، انتقال سے کچھ دنوں قبل مولانا مفتی محمد انور صاحب قاضی شریعت رانچی کے ساتھ عیادت کے لیے ان کے دولت کدہ حاضر ہوا تھا، تپاک سے ملے، اکابر امارت کی خیریت دریافت کی، اور دیر تک باتیں کرتے رہے، ڈھیر ساری دعائیں دیں، (بقیہ صفحہ ۱۱؍پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

چھل حدیث وکلمات خیر

: **مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی**

مولانا مفتی انوار احمد صاحب قاسمی سابق استاذ مدرسہ عارفیہ سنگرام مدھوبنی اور موجودہ استاذ مدرسہ اسلامیہ اصلاح البنات سونرے، مدھوبنی کا شمار بہترین استاذ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی عمر کا بڑا حصہ پڑھنے کے بعد پڑھانے میں لگایا ہے۔ ان کے شاگردوں کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہے۔ اور کئی علمی دنیا میں متعارف ہیں اور ہو رہے ہیں۔ مولانا کے اندر افہام وتفہیم کی صلاحیت ہے اس کی وجہ سے آپ اپنی معلومات طلبہ تک منتقل کرنے میں کامیاب ہیں۔ وہ وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں، امتحان کمیٹی کے ممبر ہیں، سالہا سال سے ان کی خدمات کی وجہ سے وفاق کو تقویت حاصل رہی ہے۔ سوالات کی ترتیب وتعدیل اور کاپیوں کی جانچ میں ان کا مخلصانہ تعاون برابر ملتا رہا ہے۔ وفاق المدارس کی میٹنگوں میں وہ سب سے زیادہ حاضر باش ہیں۔

اتنی قربت کے باوجود ان کے اندر کتابوں کی تالیف وترتیب کا بھی ذوق ہے، بندہ اس سے ناواقف تھا، انہوں نے چھل حدیث کا مجموعہ میرے سامنے برائے مطالعہ رکھا تو خوش گوار حیرت ہوئی، چھل حدیث کے بہت سارے مجموعوں سے اہل علم واقف ہیں، کچھ کا تذکرہ خود مفتی صاحب نے بھی اس رسالہ میں کیا ہے۔ ماضی قریب میں میرے کئی دوستوں نے الاربعین للنووی کی تشریح کا کام کیا ہے اور نئے مجموعے بھی حصول سعادت کے لیے سامنے آئے ہیں، اور احقر کو ان شروعات پر کچھ لکھنے کی سعادت ملی ہے۔ مولانا مفتی انوار احمد صاحب کا یہ مجموعہ مختصر ہے؛ کیوں کہ انہوں نے قارئین کی سہولت کے لئے مختصر جملوں کا انتخاب کیا ہے۔ جو الفاظ کے اعتبار سے تو مختصر ہیں، لیکن اپنے اندر بے پناہ معنوی وسعت رکھتے ہیں۔ پھر اس انتخاب میں لفظ ''خیر'' کی رعایت قاری کو اسے یاد کرنے اور ان پر عمل کرنے کے لیے مہمیز کرتا ہے،، کیوں کہ اس گئے گذرے دور میں بھی ''خیر'' کی طلب کس کو نہیں ہے؟ اور کون خیر کی دوری کو پسند کرتا ہے؟ جواب صاف ہے کہ کوئی بھی نہیں۔

مفتی صاحب نے معتبر کتب احادیث سے اس مجموعہ میں صرف ان احادیث کو نقل کیا ہے جس میں خیر کا لفظ آیا ہے، یاد کرنے والے اسے سمجھ کر یاد کرسکیں، اس کے لئے متن حدیث پر انہوں نے اعراب لگانے اور سلیس ترجمہ کرنے کا اضافی کام کیا ہے، احادیث جہاں سے اخذ کیا ہے، اس کا حوالہ بھی تفصیل سے دیا ہے۔ اس طرح یہ کتابچہ ہر طبقے کے لئے مفید اور کارآمد ہے۔ اللہ سے دعاء ہے کہ وہ اس مجموعہ کو امت مسلمہ کے لیے نفع بخش بنائے اور زندگی کو اس کے مندرجات کے مطابق ڈھالنے کی ہم سب کو توفیق دے۔ آمین

بتیس صفحات پر مشتمل اس کتابچہ کا ٹائٹل نہایت عمدہ اور دیدہ زیب ہے، سعد گرافکس، سبزی باغ، پٹنہ سے چھپی اس مجموعہ کی قیمت صرف پندرہ روپے ہے، جو کتاب کے اوراق کے لحاظ سے بہت مناسب ہے۔ خواہش مند حضرت اسے بیت العلم سونرے، مدھوبنی، مدرسہ عارفیہ سنگرام، مدھوبنی، مدرسہ سراج العلوم، تلا پت گنج، مدھوبنی، مدرسہ سعیدیہ نرملی بازار، سوپول اور سعد گرافکس، سومی منزل، سبزی باغ پٹنہ سے حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر مفتی انوار احمد صاحب سے رابطہ کیا جائے تو یہ مجموعہ مفت بھی مل سکتا ہے۔

تاریخ جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں

جامعہ عربیہ شرف العلوم کنہواں کا شمار شمالی بہار کے بافیض دینی تعلیمی اور تربیتی اداروں میں ہوتا ہے، یہاں کے تربیت یافتہ علماء وفضلاء اور حفاظ کی ایک بڑی تعداد ملک وبیرون ملک میں درس وتدریس، قیادت وسیادت کے اونچے مقام پر فائز ہے، مختلف ادارے، مدارس، تنظیمیں، جماعتیں اور جمعیتوں کو رجال کار فراہم کرنے میں بھی اس ادارہ کی خدمات مثالی اور ناقابل فراموش رہی ہیں، پورے سو سال اس انداز میں خدمات انجام دینا اور اس نہج پر کام کرنا جو بانیان نے پہلے دن سے طے کیا تھا، یہ کار نہیں کارنامہ ہے، اور یہ خدمت نہیں کرامت ہے، میں نے کرامت کا لفظ شعوری طور پر استعمال کیا ہے، اور بہت سوچ سمجھ کر استعمال کیا ہے، اس لیے کہ شمالی بہار میں جو مدارس اسلامیہ کام کر رہے ہیں، ان میں جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسے ہر دور میں اللہ رب العزت نے اہل اللہ کی سرپرستی عطا فرمائی، اس کے بانیان اور تدریسی عملہ میں ہر دور میں تسلسل کے ساتھ ایسے باکمال اہل دل رہے ہیں، جنہوں نے پڑھایا بھی، سکھایا بھی، سنتوں پر عمل کرایا اور آج بھی زندگی کو صحیح اسلامی رخ پر ڈالنے کے لیے ایسی تربیت دیتے ہیں کہ واردین، صادرین برجستہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ''در مدرسہ خانقاہ دیدم''

اس اجمال کی تفصیل جاننی ہو تو تاریخ مدرسہ اشرف العلوم مرتبہ مولانا نسیم احمد قاسمی استاذ جامعہ عربیہ اشرف العلوم کا بالاستیعاب مطالعہ کرنا چاہیے، کتاب طویل ہے، لیکن معلومات سے پُر ہے، اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے فارغین نے کہاں کہاں اپنے نقوش چھوڑے ہیں، اور کس طرح وہ آنے والے قافلوں کے رہنما بن چکے ہیں۔

جس طرح افراد اور شخصیتوں پر احوال طاری ہوتے ہیں، مسائل ومشکلات، مصائب وپریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسی طرح اداروں پر بھی احوال طاری ہوتے ہیں، نشیب وفراز آتے ہیں، اداروں سے متعلق شخصیات کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ ادارے کو ان احوال سے باہر نکالیں، اور ادارہ کو پرانی روش اور طریقے پر گامزن کریں، جامعہ عربیہ اشرف العلوم کی اس تاریخ کو پڑھنے کے بعد آپ کو معلوم ہوگا کہ ادارہ پر جب بھی پریشانیاں آئیں تو یہاں کے مضبوط، دور اندیش اور باکمال ذمہ داروں نے ادارے کو بھنور سے نکالنے کے لیے قربانیاں دیں (بقیہ صفحہ ۱۱؍پر)

ہماری معلومات کے ذرائع اور ان کی اہمیت

عبدالباسط ندوی المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

اللہ تبارک وتعالی نے اپنی مخلوقات میں تمام جانداروں اور حیوانوں کو متحرک وفعال بنایا اور انہیں اختیار دیا کہ اپنے اختیار وضرورت کے تحت دفاع واقدام کریں، اپنی پسند وخواہشات کی تکمیل کے لئے تگ ودو اور دوڑ بھاگ کرتے رہیں، اور اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے خود کفیل ہوں۔ چنانچہ ہم مختلف انواع کے جانوروں، درندوں سے لے کر چرند وپرند اور حشرات الارض تک کو دیکھتے ہیں کہ وہ خود اپنی کفالت کرنے میں کسی کے محتاج نہیں ہیں، اپنی ساری ضرورتوں کی تکمیل وہ خود کر لیتے ہیں، اللہ تعالی نے انہیں بھی حواس خمسہ اور اس کا شعور عطا فرمایا، جس کے ذریعہ وہ اپنا نفع ونقصان پہچان لیتے ہیں، اور اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالی نے انسانوں کو اشرف المخلوقات قرار دیتے ہوئے حواس خمسہ کے علاوہ عقل سے بھی نوازا اور یہی دوسرے حیوانوں سے انسانوں کو ممتاز کرتی ہے کہ وہ عقل کے ذریعہ ان تمام حیوانوں اور جانداروں، جمادات ونباتات اور اللہ کی دیگر مخلوقات کو اپنے قابو میں کر کے اس سے اپنی مرضی وچاہت کے مطابق کام لے لیتے ہیں، یہ اس لئے بھی کہ اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دینے کے ساتھ پوری دنیا وراس کی جملہ اشیاء کو انسانوں ہی کے لئے پیدا فرمایا ''ھو الذیخلق لکم ما فی الارض جمیعا (البقرہ:۲۹) (اور وہی (اللہ) ہے، جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے۔) کہیں فرمایا ''الم تروا ان اللہ سخر لکم مافی السموات وما فی الارض وأسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ وباطنۃ'' (لقمان:۲۰) (کیا تم لوگوں کی اس پر نظر نہیں کہ اللہ نے تمہارے ہی کام میں لگا رکھا ہے اس (سب) کو جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اس نے تم پر اپنی حسی اور معنوی نعمتیں پوری کر رکھی ہیں۔)

چنانچہ آج انسان پوری کائنات میں پھیلی ہوئی اشیاء کو اپنی کوشش ومحنت سے اپنے تصرف میں لا رہا ہے، اس سلسلہ میں اللہ کا نظام ہے کہ جو جتنی محنت وکوشش کرے گا اسی لحاظ سے اس کو کامیابی ملے گی۔ ''و أن لیس للإنسان إلا ما سعی '' (النجم:۳۹) (اور انسان کو صرف اپنی ہی کمائی ملے گی۔) اور ''من جد وجد'' جس نے محنت وکوشش کی بامراد ہوا۔ اللہ تعالی نے اس سلسلہ میں مؤمن وکافر کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھا، چنانچہ ٹکنالوجی کے اس دور میں انسان اپنی کوشش ومحنت کے ذریعہ نئے نئے انکشافات کر رہا ہے، نئی نئی چیزوں کو ایجاد کر رہا ہے اور اس راہ میں جو انسان جتنی محنت کرے گا، اسی اعتبار سے اسے ترقی ملے گی، چنانچہ اس دنیا میں ہر انسان اپنی محنت وتگ ودو کے اعتبار سے دنیوی ترقی کے منازل طے کرتا جا رہا ہے۔ ان انسانوں میں اللہ تعالی نے اپنے اوپر ایمان لانے والوں اور اپنے رسول ﷺ کی اتباع کرنے والوں کو خاص امتیاز بخشا اور اپنی وحی کے ذریعہ خود انہیں ان کا وہ مقام بتایا جہاں تک وہ اپنے حواس اور عقل کے ذریعہ رسائی حاصل نہیں کر سکتے تھے، تاکہ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے اختیار وپسند کے ساتھ اپنے رب کی مرضی وچاہت کو جان سکیں اور صرف عقل ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ وحی کی بنیاد پر اس دنیا کے نظام کو صحیح ڈگر پر چلا سکیں اور اس کائنات کے بنانے والے کی پسند ونا پسند کو اپنی ناقص پسند ونا پسند پر ترجیح دے کر دنیا وآخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

غرض اس دنیا میں انسان کو جو چیز حرکت وعمل پر آمادہ کرتی ہے وہ اس کی فکر وسوچ ہے اور فکر وسوچ کی تعمیر علم کی بنیاد پر ہوتی ہے، جانوروں کا علم حواس خمسہ تک محدود ہے، اس لئے وہ اپنی پرواز ذاتی زندگی سے آگے نہیں بڑھا پاتے ہیں، اس کی زندگی جینے کے لئے محدود غذا اور محدود خواہشات تک ہی محدود ہے، وہ انسان جس کے پاس حواس خمسہ کے علاوہ عقل کی بھی دولت ہے، لیکن وحی الٰہی سے محروم ہے، اس کی تگ ودو بھی بس اسی دنیا تک محدود ہے، وہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اور عہدہ ومنصب یا حکومت وحکمرانی سے آگے نہیں بڑھ پاتا ہے، کیوں کہ اس کے نزدیک دنیا ہی سب کچھ ہے۔ ''إن ھی إلا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا '' (المؤمنون:۳۷) (بس زندگی تو ہماری (یہی) دنیوی زندگی ہے کہ ہم میں کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے۔) وہ دنیا میں مختلف قسم کے انکشافات وایجادات کر کے دنیاوی زندگی میں سہولتیں اور آرام حاصل کرنے کے ذرائع ہی کو اپنی سب سے بڑی ترقی اور کامیابی سمجھتا ہے، دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جانوروں ہی کی طرح یہ انسان اپنی دنیوی زندگی تک محدود ہے، چونکہ اس کا علم اسی دائرہ میں رہتے ہوئے اس کی فکر کی تعمیر کرتا ہے اور یہ فکر اسے اسی محدود عمل پر آمادہ کر پاتی ہے، جیسے کسی بچہ کو آپ کھلونا دیدیں تو وہ بس اسی کھلونے کو اپنا پورا سرمایہ سمجھتے ہوئے اسی میں لگا رہتا ہے، اس سے آگے کی اس کی سوچ وفکر نہیں رہتی ہے، بلکہ وہ کھلونا کے گم ہونے یا ٹوٹنے پر ہنگامہ کرتا ہے، روتا ہے، چلاتا ہے، وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، جبکہ بڑے اسے صرف کھلونا سمجھتے ہیں، اور ان کی نگاہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے، بالکل یہی صورت حال ایسے لوگوں کی ہے جن کا علم اسی دنیاوی ساز وسامان، مال ومتاع اور عہدہ وحیثیت تک محدود ہے، قرآن کریم نے بھی اس طرف اشارہ کرتے ہوئے دنیا اور دنیا کی زندگی کو لہو ولعب قرار دیا ہے، ارشاد ہے۔ ''وما الحیاۃ الدنیا إلا لعب ولھو '' (الانعام:۳۲) (اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں بجز کھیل تماشہ کے) چنانچہ بچہ جس طرح اپنی محدود فکر کی وجہ سے کھلونا سے باہر اور اوپر نہیں آپاتا ہے، ویسے ہی یہ لوگ جن کا علم صرف دنیوی زندگی تک محدود ہے، وہ آگے اور اس سے اوپر مستقبل کے بارے میں نہیں سوچ سکتے ہیں، قرآن نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا۔ ''یعلمون ظاھرا من الحیاۃ الدنیا و ھم عن الآخرۃ ھم غافلون '' (الروم:۷) یہ لوگ صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے (محض) بے خبر ہیں۔ بلکہ آخرت کے سلسلہ میں ان کے علم کے بارے میں قرآن نے یہاں تک کہہ دیا۔ ''بل ادارك علمھم فی الآخرۃ بل ھم فی شك منھا بل ھم منھا عمون '' (النمل:۶۶) (بات یہ ہے کہ آخرت کے باب میں ان کا علم نیست ہو چکا بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ یہ اس کی طرف سے اندھے بنے ہوئے ہیں۔) جبکہ ایک مؤمن کا علم اس کے حواس خمسہ اور عقل وشعور کے علاوہ وحی سے بھی مستفاد ہوتا ہے، چنانچہ اس کا دائرہ کار اس دنیا کے ساتھ اس کے بعد کی دنیا بھی ہے اور وہ ان تینوں ذرائع معلومات سے کام لیتے ہوئے اپنی ذات کے ساتھ اپنے خاندان، پڑوس، ملک اور پوری دنیا اور اس دنیا سے جانے کے بعد کی بھی فکر رکھتا ہے اور یہی فکر اس کو ان تمام امور کے لئے متحرک وفعال بنائے رکھتی ہے، چنانچہ وہ اس دنیا کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس سے استفادہ کرتا ہے اور اصل زندگی آخرت کی طرف اسی کی پوری توجہ رہتی ہے۔ ''قل متاع الدنیا قلیل والآخرۃ خیر لمن اتقی '' (النساء:۷۷) (آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا سامان (بہت ہی) تھوڑا ہے اور آخرت اس کے لیے کہیں بہتر ہے جو تقوی (اختیار) کرے۔) غرض عمل کی بنیاد فکر بنتی ہے اور فکر کی بنیاد علم، اس لئے اس علم کی بڑی اہمیت ہے، موجودہ دور میں انسانوں نے اس کی قدر وقیمت کو مزید اجاگر کیا ہے، لیکن اپنے محدود دائرہ میں، جبکہ رب کائنات نے اس دنیا میں انسان کو بھیجنے کے ساتھ ہی علم کو اس کی زندگی کا جزو لاینفک قرار دیا، ارشاد باری ہے۔ ''علم آدم الاسماء کلھا '' (البقرہ:۳۱) (اور اللہ نے آدم کو نام سکھلا دیئے کل کے کل) یہ علم بنی نوع انسان کو اس کی تمام دنیوی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے قیامت تک کے لئے عطا فرما دیا گیا اور اسی علم کی بنیاد پر انسانوں کو فرشتوں سے بھی افضل بنا دیا، اس علم میں وہ تمام وسائل معلومات شامل ہیں، جن کے ذریعہ انسان اپنی دنیوی ودینی ترقی کے بام عروج پر پہنچ سکتا ہے۔

علم کے اسی انسانی ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالی نے سب سے افضل انسان پر پوری کائنات کی ہدایت کے لئے جب وحی نازل فرمائی تو سب سے پہلی وحی علم ہی کے تعلق سے نازل فرمائی اور حکم ہوا ''اقرأ باسم ربك الذی خلق '' (العلق:۱) (آپ پڑھیے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا کیا ہے) یہاں اللہ تعالی نے اپنے ناموں وصفات میں سے ''رب'' لا کر یہ بتا دیا کہ پوری کائنات کا نظام چلانے والا، انسانوں کی تمام ضروریات کی کفالت کرنے والا، اسے نیست سے ہست میں لانے والا اور اس کی ہر چیز کی نگہداشت کرنے والا تنہا وہی ہے، اس لئے تمام علوم چاہے وہ اس دنیا میں دینی علوم سے موسوم ہوں یا عصری علوم سے سب کا سرچشمہ بھی وہی ذات ہے اور اسی کے نام کی برکت سے انسان اپنی معلومات وعلم میں ترقی کر سکتا ہے۔ اور آج کی اصطلاح میں خالص دنیوی علوم کو بھی اس کے نام کے ساتھ جوڑ کر آخرت میں کامیابی وکامرانی بلکہ ترقی درجات کا زینہ اور عند اللہ مقبولیت کا ذریعہ بنا سکتا ہے۔

اس وقت دنیا میں جو نظامِ تعلیم رائج ہے، بلاشبہہ اس سے بھی فکر کی تعمیر ہو رہی ہے اور وہ بھی عمل پر ابھار رہا ہے، مگر کس طرح کی فکر کی تعمیر ہو رہی ہے اور کس عمل پر انسان کی توجہ مرکوز ہے اور دنیا والوں نے علم کو کس کام کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اور ان اسکولوں وکالجوں کے ذریعہ وہ کس فکر کی تعمیر کر کے انسان کو کس عمل پر ابھار رہے ہیں، خود اس ملک میں انگریزوں نے کالج قائم کر کے یہاں کے باشندوں کے اندر کیسی فکر پیدا کر دی اور ان کے عمل وکردار کو کس رخ پر ڈال دیا، اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں، بس یہ سمجھئے کہ جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو بلاشبہہ انسان اپنی معلومات وعلم جو حواس خمسہ اور عقل پر مبنی ہے کے ذریعہ اس دنیا کی راحت وسکون اور اس کی ہر نعمت کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے دوسرے الفاظ میں پوری دنیا کو اپنے قابو میں کرنے کی جدوجہد میں لگا ہوا ہے، وہ دراصل اس دنیا کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے، جو خود اس کی خودکشی کا سبب بنتا جا رہا ہے۔ ع

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس دور میں تعلیم کو حصول زر کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے، اسے روحانیت کا سرچشمہ بنانے کی فکر نہیں کی گئی۔ اسے دماغی ورزش قرار دیا گیا، دلوں کے دروازے اس کے لئے بند کر دیئے گئے، تعلیم سے دماغ روشن ہوئے، دلوں کے نہاں خانے منور نہیں ہو سکے، آنکھیں خیرہ ہوئیں، سینے کشادہ نہیں ہو سکے، خارجی تصورات کے مقاصد حاصل ہوئے، معرفت کے داخلی تاثرات مادیت کی تاریکیوں میں بھٹکتے رہے، انسانیت کا قافلہ راہوں میں دوڑتا رہا، منزل سے ہمکنار ہونے کی سعادت اسے نہیں مل سکی۔ یورپ کی روشنی علم وہنر کو دیکھ کر اقبال نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ ''بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات۔'' (تکبیر مسلسل:۶۴۲-۶۴۳)

ان حالات میں قرآن کریم کی پہلی وحی اور اس نظریہ کے تحت قائم ہونے والے ادارے ومدارس جس کی ابتداء دار ارقم، صفہ مسجد نبوی اور مسجد حرام سے لے کر دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلے ہوئے نظام تعلیم کے مدارس ہی تمام انسانوں اور پوری دنیا کو اپنے علمی، فکری اور عملی کردار کے ذریعہ نجات دلا سکتے ہیں، حضرت مولانا رحمہ اللہ جو صرف ایک مؤرخ وادیب ہی نہیں تھے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر انہوں نے موجودہ دنیا کو بہت قریب سے دیکھا تھا، وہ مغرب ومشرق کے میخانوں سے واقف تھے، انہیں دنیا کی بڑی بڑی یونیورسیٹیوں، جامعات اور کالجوں کو اندر سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملا تھا، ساتھ ہی وہ چھوٹے بڑے مدارس ومکاتب کے سرپرست وذمہ دار بھی تھے، ان سب کے ساتھ اللہ تعالی نے انہیں ایمانی فراست اور دینی بصیرت عطا فرمائی تھی، جس کی بنیاد پر وہ موجودہ دور میں بھی انہیں مدارس کو جبکہ وہ اپنی اصلی شکل اور اپنے اصل مقاصد سے وابستہ ہو پوری انسانیت کے لئے نجات دہندہ اور پوری دنیا کے مسائل ومشکلات کا حل قرار دیتے ہیں، اس لئے وہ ان مدارس کے تئیں بڑے فکرمند رہتے تھے اور ان کو ان کی حیثیت واہمیت یاد دلاتے رہتے، اس کی تعمیر وترقی کے لئے کوشاں رہتے، (بقیہ صفحہ ۱۱ ر پر)

مسلم پرسنل لا کی بنیاد وحی الٰہی ہے!

عارف عزیز (بھوپال)

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے، جس کی سب سے بڑی اقلیت مسلمان ہیں اور ان کا پرسنل لا اس ملک میں اسلامی تہذیب، تمدن اور ملی تشخص کا واحد نشان ہے اور اسی کی بقا وفنا سے مسلمانوں کے مذہبی امتیازات اور اسلامی اقدار کی حیات وزیست کے مسئلہ سے وابستہ ہے؛ کیونکہ دنیا کی جن قوموں نے اپنے تہذیبی اور معاشرتی امتیازات کو کھودیا، یا اپنے مذہب سے رشتہ منقطع کرلیا، وہ دیر سویر مٹادی گئیں اور آج دنیا کے نقشے پر ان کا وجود بھی نظر نہیں آتا، جس ملک میں مختلف مذاہب اور طرز فکر کے ماننے والے موجود ہوں، وہاں کسی قوم، یا اقلیت کے پرسنل لا کو ختم کردینے کا مطلب یہی ہوگا کہ رفتہ رفتہ اس جماعت کو معاشرتی یکسانیت، ایک دوسرے میں اتنا مدغم کردے کہ وہ اکثریت میں پوری طرح ضم ہوکر رہ جائے، حالانکہ اسلام کا مسئلہ دوسرے مذاہب اور گروہوں سے قطعی جدا ہے، دوسرے مذاہب میں بیشتر مذہبی قوانین کی بنیادیں اس رسم ورواج پر مبنی ہیں جو تبدیل ہوسکتی ہیں؛ لیکن اسلامی قانون جس کی بنیاد وحی الٰہی اور کتاب وسنت ہے وہ ہمیشہ کیلئے اور ناقابل ترمیم ہے اور اس میں کسی طرح کی تبدیلی لانا؛ گویا ہندوستان سے اسلامی تہذیب وتمدن کو اکھاڑ پھینکنے کے مترادف ہوگا۔ جس کی مثال قرطبہ واسبیلیہ، سمرقند وبخارا اور روسی ترکستان میں آج بھی نظر آتی ہے، جہاں مسلمانوں کو ان کی تہذیبی اور مذہبی شناخت سے محروم کرکے تقریباً مٹادیا گیا ہے۔

اس پس منظر میں ہندوستان کے مسلمان اگر اپنے اس پرسنل لا کو باقی رکھنے پر زور دے رہے ہیں، جس کو کہ انگریزوں نے کبھی نہیں چھیڑا اور دستور ساز اسمبلی نے بھی دیگر اقلیتوں کے ساتھ اس کی آئینی حیثیت برقرار رکھی تو کیا غلط ہے؟

حالانکہ دستور ہند کی ہدایتی دفعات کے جزو ۴۴ میں مشترکہ معاشرتی قوانین کا تذکرہ کرکے مسلم پرسنل لا کے خلاف برادران وطن کے ذہن کو متوجہ رکھنے کی، جو راہ پیدا کی گئی ہے، اسی سے حوصلہ پاکر بعض حلقے جن میں عدلیہ بھی شامل ہے، مسلم پرسنل لا کے خاتمہ کے لئے سرگرم ہیں اور گذشتہ کچھ عرصہ سے تو ایسے عناصر کی کوششیں اس حد تک بڑھ گئیں ہیں کہ وہ مسلم پرسنل لا کو ایک غیر انسانی قانون بالخصوص مسلم خواتین کیلئے ظلم کا پہاڑ باور کرار ہے ہیں۔

بعض قانون داں بھی اسلامی قوانین سے ناواقفیت کی بنا پر مسلم پرسنل لا کو اپنی موشگافی کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں، جبکہ اسلام میں عورت ہرگز مظلوم نہیں، اسلام نے مسلمان عورت کے بشری، نسوانی اور عائلی حقوق کا مکمل تحفظ کیا ہے، جن لوگوں کا علم ناقص ہے، یا جو حقیقت سے آگاہ ہونا نہیں چاہتے، وہ شریعت اسلامیہ میں نقص تلاش کررہے ہیں، حالانکہ مسلم خواتین کو اسلام کے عائلی قوانین پر اعتراض نہیں، مسلم عورتوں کے ان نام نہاد ہمدردوں سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ خود ان کے معاشرے میں عورتوں کا کیا حال ہے، کیا ماضی قریب تک اکثر بیوہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ زندہ جلا نہیں دیا جاتا تھا اور آج بھی ان کی بہوئیں اپنی سسرال میں جہیز کیلئے ختم نہیں کردی جاتیں۔

اگر انہیں مسلم عورتوں سے واقعی ہمدردی ہے تو وہ ان کے اقتصادی مسائل کیوں حل نہیں کراتے، کیا ان کو عام مسلمانوں کی بدحالی وتنگ دستی نظر نہیں آتی، ان کے بھوکے پیٹ لاغر جسم اور تعلیم سے محروم بچے دکھائی نہیں دیتے، صرف مسلم خواتین پیاری لگتی ہیں، حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان عورتوں سے ہمدری کے ساتھ ان کے بچوں اور مردوں کے حال پر بھی توجہ دی جائے اور جو مسلم خواتین فسادات میں بیوہ، یا یتیم ہوجاتی ہیں، ان کے واسطے بھی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو اور ان کیلئے کچھ کرنے کی نیت سے وہ میدان میں آئیں؛ لیکن اس کے بجائے وہ مطلقہ کو زندگی بھر گزارا دلانے پر بضد ہیں؛ تاکہ برادران وطن کی طرح ناچاقی ہونے پر مسلم بہوؤں اور بیویوں کو بھی زندہ جلاکر ہر جھگڑے سے گلوخلاصی حاصل کرلی جائے۔

آج جو عناصر مسلم پرسنل لا کو ہدف بنانے میں مصروف ہیں، ان کا مقصد مسلم عورت کی ہمدردی نہیں؛ بلکہ مسلم قوم کا ملی تشخص ختم کرنا ہے، اس کیلئے وہ طرح طرح کی تاویلات گڑھتے رہے ہیں۔ مسلم پرسنل لا جس کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے، اس کو وہ قومی اتحاد اور ملک کی یک جہتی کے خلاف قرار دیتے ہیں، جبکہ اسی ملک میں الگ الگ لسانی، تہذیبی اور علاقائی شناختیں خوب پھل پھول رہی ہیں اور دن بدن ان کے اندر جارحیت بھی پیدا ہورہی ہے۔ دوسری طرف ہندوستانی مسلمان ہیں، ہر حال میں صابروشاکر، جن لوگوں کو زبان کی بنیاد پر ریاستوں کی تنظیم نو کی یاد ہے، وہ ضرور گواہی دیں گے کہ اس تحریک سے مسلمان دور رہے، حالانکہ ملک میں خوب خون خرابہ دیکھنے میں آیا۔

اسی طرح منڈل کمیشن کی سفارشات کو نافذ کرانے کیلئے لوگ خودسوزی سے بھی باز نہ آئے، حالانکہ ان کا پرسنل لا ایک تھا اور وہ ایک ہی مذہب کے پیروکار تھے، بعد میں پنجاب آسام وغیرہ میں جن تحریکات کا ابھارا ہوا اس کی بنیاد بھی علاقائی اور تہذیبی شناخت کی حفاظت پر مبنی تھی؛ اس لئے سچائی یہ ہے کہ ملک میں قومی اتحاد اور یکجہتی کی فضا علاحدہ علاحدہ شناختوں کو ختم کرنے سے پیدا نہیں ہوگی؛ بلکہ ان کو تسلیم کرنے اور ضروری تحفظ فراہم کرنے سے اس میں مدد ملے گی۔

اگر شمال مشرق کی عیسائی اکثریت والی ریاستیں یا پنجاب کی سکھ قوم اپنی شناخت سے دست بردار ہونے پر تیار نہیں تو مسلمانوں سے توقع کیوں کی جارہی ہے کہ وہ اپنی شناخت سے دستبردار ہوجائیں، اس حقیقت کو مسلم پرسنل لا کے خلاف آواز بلند کرنے والے جتنا جلد سمجھ لیں، اتنا ہی ان کے لئے اور ملک کے لئے بہتر ہے کہ مسلمان مسلم پرسنل لا کو خیرباد کہہ کر من حیث القوم اپنا تشخص چھوڑنے پر نہ آج تیار ہیں، نہ کل تیار ہوں گے اور اس کی حفاظت کیلئے وہ کوئی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

جمہوریت کے کچھ تقاضے بھی ہیں!

ڈاکٹر محمد منظور عالم

کسی بھی ملک کی باوقار جمہوریت کے لیے جمہوری تقاضوں کی اتنی ہی اہمیت ہے، جتنی کسی انسان کے لیے سانس، کسی بھی انسان کے لیے سانس کے بعد ہی دیگر اعضا مثلاً دل، دماغ، جگر وغیرہ کی اہمیت ہے، اسی طرح کسی بھی جمہوری ملک میں اس کی جمہوریت کو باقی رکھنا ہی اس کی اصل روح اور پھر اس کے بعد دیگر تقاضے ہیں۔ جمہوریت کی بقا کے لیے وقت پر انتخاب ہونا ضروری ہے؛ تاکہ انتخاب کی اہمیت برقرار رہے اور عوام اور منتخب نمائندوں کو احساس رہے کہ پھر سے ایک دوسرے کا سامنا ہونا ہے، نمائندے اپنے کئے ہوئے وعدوں کو یاد رکھیں اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کریں، عوام وعدہ نہ پورا ہونے پر منتخب نمائندوں کی جگہ دوسرے نمائندہ کو منتخب کرسکیں، عوام اور لیڈران لازم وملزوم ہیں، دونوں ایک دوسرے کی ضرورت ہیں اور یہ رشتہ جتنا خوشگوار ہے، جمہوریت کے لیے اتنا ہی اچھا ہے۔ انتخاب ہونا جتنا ضروری ہے، اتنا ہی ضروری انتخاب صاف وشفاف اور جرائم سے پاک ہونا بھی ضروری ہے، پہلے بوتھ کیپچر کرکے کسی بھی امیدوار یا پارٹی کو ووٹ دیا جاتا تھا، جسے عرف عام میں بوتھ چھاپنا کہا جاتا تھا، اب جب سے بذریعہ EVM ووٹ ڈالے جارہے ہیں تو ان میں دیگر خرابیوں کی شکایتیں ملتی رہتی ہیں اور اب آج کل تو کمال ہوگیا ہے کہ مشین ہی ووٹ دینے لگی ہے، کہا جاتا ہے کہ ان مشینوں میں ایسے چپ لگادیئے گئے ہیں کہ آپ کوئی بٹن دبائیں، ہر تیسرا ووٹ یا ہر ووٹ اسی پارٹی کو ملے گا، جس کے لیے مشنیوں میں چپ لگائی گئی ہیں، حد تو یہ ہے کہ مدھیہ پردیش میں جب نمائش کے لیے رکھی گئی مشین میں جب ریاسی سرکار کے افسر کی موجودگی میں تین بٹن دبائے گئے اور تینوں بار ایک ہی نشان پر ووٹ پڑ گیا تو ہنگامہ ہوگیا، میڈیا کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے الیکشن کمیشن کے افسران کے پسینے چھوٹنے لگے کہ وہ کیا کہیں اور کیا نہ کہیں، اس کا مطلب ہے کہ معاملہ کہیں اوپر ہی اوپر ہے اور ان افسران کو بھی حقیقت کا علم نہیں ہوتا ہے۔

انتخاب صاف وشفاف ماحول میں ہو، اس کے لیے اس امر پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ جن لوگوں کو انتخاب کرانے کی ذمہ داریہ دی جارہی ہو، ان کا کسی پارٹی یا لیڈر کی جانب جھکاؤ نہ ہو اور وہ اپنے اس رشتہ کو نبھانے نہ لگیں، حالانکہ کسی بھی انسان کا کسی نہ کسی پارٹی یا لیڈر کی جانب جھکاؤ ہوسکتا ہے، لیکن انتخاب میں لگائے گئے افراد کو اپنے اس جذبہ کو بالائے طاق رکھ کر انتخابی ذمہ داریوں کو نبھانا چاہئے، تاکہ انتخاب صاف وشفاف ہوں۔

کبھی کبھی یہ بھی سننے کو ملتا ہے کہ بوتھ پر مشین خراب ہوگئی، پھر دوسری مشین منگوائی گئی تو کبھی اسی مشین کو ٹھیک کیا گیا، اس کے باوجود ووٹ ڈالے گئے، الیکشن کمیشن سے مطالبہ کیا گیا کہ فلاں بوتھ پر بہتر طریقہ سے انتخاب نہیں ہوا ہے، اس لیے یہاں دوبارہ ووٹ ڈلوایا جائے؛ لیکن ووٹ نہیں ڈلوایا جاتا، نتیجہ آنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جیتنے اور ہارنے والے امیدوار کے درمیان فرق صرف ۱۰۰/ووٹ یا پھر اس سے بھی کم کا ہے، ایسے میں شدت سے محسوس ہوتا ہے کہ اگر فلاں بوتھ کا انتخاب دوبارہ کرایا جاتا تو شاید نتیجہ مختلف ہوتا، کیا ایسے میں رزلٹ ہونے کے بعد کوئی ایکشن لیا جاسکتا ہے اور ان صورت حال میں الیکشن کمیشن کا کیا رول ہونا چاہئے؟ انتخابی مشین کے غلط رویے اور خراب پروگرامنگ کے بعد کسی پارٹی کی اکثریت کے ساتھ فتح ہوگئی، سی ایم اور پی ایم بھی بنادیئے گئے؛ لیکن لوگوں نے اقتدار میں موجود پارٹی کو ووٹ ہی نہیں دیا تھا، ایسے میں اگر عوام گزشتہ انتخاب کو رد کرکے نیا انتخاب کرانے کے لیے عدالت میں اپیل کرتی ہے تو عدلیہ کا کیا رول ہوگا، جب کوئی معاملہ حد سے بڑھ جائے تو بغیر کسی اپیل کے بھی سپریم کورٹ حکومت کے رویے پر نکتہ چینی کرنے سمیت بہتر صورت پیدا کرنے کی ہدایت دیتی ہے، کیا جمہوریت کے خطرے بڑھ جائیں تو بھی سپریم کورٹ جمہوریت کو بچانے کے لیے قدم اٹھاسکتی ہے اور یہ قدم کیا ہوگا؟

جب انتخاب خوف وہراس کے ماحول میں ہو اور کسی خاص کمیونٹی کو دھمکی دی جارہی ہو کہ فلاں پارٹی کو ووٹ نہیں دیا تو خیر نہیں، ایسے میں امن وامان بحال رکھنے اور صاف وشفاف ماحول میں انتخاب کرانے کی ذمہ داری الیکشن کمیشن اور پولس کی ہے، پولس اگر اپنی ذمہ داری کو بہتر طور سے نہیں نبھارہی ہے تو پولس کے اعلیٰ افسران اور عدلیہ کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ پولس اور امن وامان بگاڑنے والوں کے خلاف کارروائی کریں، اسی طرح انتخاب کے موقع پر نفرت پھیلانے والے اور جھوٹی خبروں کے ذریعہ ماحول سازی کرنے والوں کے خلاف الیکشن کمیشن اور عدلیہ ایکشن نہیں لے سکتا؟

میری ان باتوں کو عدلیہ سے سروکار رکھنے والے وکلا، ججز اور انتخابی امور سے وابستہ افراد کسی طرح لیتے ہیں، نہیں معلوم، کیا ان کے ذہن میں بھی اس طرح کے سوالات اٹھتے ہیں اور کیا ان کے جوابات تلاش کرنے کی جستجو ان کے دلوں میں بھی ہوتی ہے، کیا وہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ ان امور پر غور وفکر کیا جانا چاہئے اور انتخاب میں اصلاحات کی گنجائش اگر ہے تو نکالنی چاہئے؛ کیوں کہ انتخاب جتنا صاف وشفاف ہوگا، اسی قدر جمہوریت مضبوط ہوگی، جمہوریت کی مضبوطی ملک کی مضبوطی ہے اور جب ملک مضبوط ہوگا تو ترقی پذیر ممالک سے نکل کر ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہوگا، اس طرح دیکھا جائے تو کس طرح انتخابی اصلاحات ملک کی ترقی سے جڑی ہوئی ہے اور ان اصلاحات سے ملک کا کتنا بڑا فائدہ ہے، ملک کا کوئی بھی شہری ملک سے بڑا نہیں، اس لیے ملک کے مفاد کو نظر انداز کرکے کسی پارٹی یا فرد کو فائدہ پہونچانا تو دور اس کی فکر رکھنا بھی ایک جرم ہے اور اس جرم کی قانون میں جو سزا ہو، خود اس کا ضمیر اس کی ملامت کرتا رہے گا، ممکن ہے کوئی سوال کرے کہ ان دنوں ضمیر کی آواز کون سن رہا ہے، لیکن یہ مکمل سچائی نہیں ہے، آج بھی ملک میں کروڑوں افراد ایسے ہیں، جنہوں نے ضمیر کی آواز پر بڑی سے بڑی نوکری اور عہدہ چھوڑ دیا ہے، کیوں کہ اعلیٰ کمان کی ہدایت کے باوجود انہوں نے غلط طریقہ سے کسی معاملہ کو نمٹانے سے انکار کردیا، دنیا میں آج بھی وطن دوست اور باضمیر لوگوں کی کمی نہیں ہے اور میرے اس موضوع پر یہ لوگ ضرور غور کریں گے۔

جرم کا بڑھتا گراف

شنکر سرن (روزنامہ ٹیلی گراف) ترجمہ: محمد عادل فریدی

ہندوستان میں ان دنوں عورتوں کے خلاف جرائم کا گراف دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ اعداد وشمار کے مطابق ۲۰۱۴ء میں عورتوں کے خلاف جرائم میں ۲۰۱۳ء کے مقابلہ میں ۲ء۹ فیصد کا اضافہ ہوا۔ یہ اعداد وشمار نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو سے لیے گئے ہیں، لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کے اعداد وشمار زمینی حقائق کو پوری طرح واضح نہیں کرتے ہیں، ایک اندازے کے مطابق عورتوں کے خلاف ہونے والے تقریباً تیس فیصد سے زائد معاملات پولیس کے ریکارڈ میں رجسٹر ہی نہیں ہو پاتے ہیں۔ اس کی متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سیاسی پارٹیوں کی جانب سے پولیس پر پریشر بنایا جاتا ہے کہ وہ اس طرح کے معاملات کو درج نہ کریں اور حقیقی اعداد وشمار شائع نہ کریں تا کہ لوگوں کو یہ باور کرایا جا سکے کہ یہ جرائم پولیس کے کنٹرول میں ہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ عورتوں کے خلاف جرائم کا گراف دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ اس پریشان کن رجحان کئی مثالیں ہیں جن کا ذکر کیا جانا چاہئے۔

اتر پردیش کے ایک سینئر پولیس افسر نے اپنا تجربہ بتایا کہ اگر جرم عورت کے خلاف ہوتا ہے تو اکثر اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی طرح معاملہ کو دبا دیا جائے اور اس کی رپورٹ تھانے میں درج نہ ہو۔ اس طرح کے جرائم کی ایک بڑی تعداد ایسی رہ جاتی ہے جس کی رپورٹ ہی نہیں ہوتی، کیوں کہ متاثرہ خاتون یا اس کے گھر والے سیاسی لوگوں کے دباؤ اور دیگر عوارض کی بنا پر اتنے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ رپورٹ لکھوانے کی ہمت ہی نہیں جٹا پاتے۔ نیز اگر متاثرہ خاتون غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے تو بھی وہ پیسے والے مجرموں کے خلاف رپورٹ لکھوانے سے ڈرتی ہے، کیوں کہ پولیس کو پیسوں کے بل پر خرید لیا جاتا ہے اور بجائے مجرم کے خلاف کارروائی کرنے کے پولیس مظلوم کو ہی پریشان کرتی ہے اور ان کو طرح طرح کے جھوٹے معاملات میں پھنسا کر ان کے حوصلے کو توڑ دیتی ہے۔ ایک بین الاقوامی حقوق انسانی تنظیم کی جانب سے کیے گئے ایک سروے میں یہ انکشاف ہوا کہ دہلی میں جنسی تشدد کے ۱۳ میں سے صرف ایک معاملہ میں ہی رپورٹ درج ہوتی ہے۔ انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنس اینڈ نیشنل فیملی ہیلتھ کے ذریعہ کیے گئے ایک سروے میں یہ بات سامنے آئی کہ دو فیصد سے بھی کم عورتیں اپنے خلاف ہونے والے جرائم کی رپورٹ درج کرانے کے لیے کسی این جی او کی مدد لیتی ہیں۔ بہت سارے مجرم متاثرہ خاتون کی جان پہچان کے ہی ہوتے ہیں، اس وجہ سے ایسے جرائم کی روک تھام اور بھی مشکل ہوگئی ہے۔ دی بیورو آف پولیس ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ کی مدد سے کرائے گئے ایک سروے میں یہ انکشاف ہوا کہ جنسی تشدد کے اکثر و بیشتر واقعات میں مجرم متاثرہ خاتون کی جان پہچان والا ہی نکلا۔ بہت سارے واقعات ایسے بھی ہوئے جہاں متاثرہ خاتون غریب اور کمزور خاندان کی تھی تو اس کو مجرم کے گھر والوں اور پولیس کی جانب سے دھمکایا گیا ور پولیس کے ذریعہ اس سے الٹے سیدھے سوالات پوچھے گئے اور اس کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا گیا اور اس کو مختلف طریقے سے ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی۔ خاتون پولیس افسران کی کمی نے اس دشواری میں اور اضافہ کیا ہے۔ ہندوستان میں پولیس میں عورتوں کی نمائندگی محض ۳۳ء۵ فیصد ہے، جب کہ دہلی پولیس میں خواتین کی نمائندگی ۱ء۷ فیصد ہے۔ دہلی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی واضح ہدایت ہے کہ عورتوں کے خلاف ہونے والے تشدد کے اہم معاملوں کی جانچ پڑتال ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ (DSP) رینک کی خاتون پولیس افسر کے ذریعہ ہی ہونی چاہئے۔ لیکن صرف خاتون پولیس افسر کو جانچ پڑتال کا چارج دے دینے سے ہی کام نہیں چلے گا، جب تک کہ ان کو پوری طرح سے مجروح اور متاثرہ خاتون کے کیس کو حل کرنے کی تربیت نہ دی جائے۔ کئی دہائیوں سے یہ مطالبہ بھی ہو رہا ہے کہ عصمت دری مخالف قانون کو اور زیادہ سخت ہونا چاہئے۔

لوگوں کی جانب سے عصمت دری قانون کو مزید سخت کرنے کے مسلسل مطالبہ کے جواب میں کرمن لا ایکٹ (ترمیم شدہ) ۱۹۸۳ء پاس کیا گیا۔ اس قانون کے مطابق عصمت دری کی سزا کم سے کم سات سال قید ہوگی اور قبضے میں لے کر عصمت دری کرنے کے معاملہ میں کم سے کم سزا دس سال قید ہوگی۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ سزا کا یہ ضابطہ جرائم کو کم کرنے میں بالکل بھی مددگار ثابت نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں عصمت دری کے مجرموں کی ایک بڑی تعداد کو کوئی بھی سزا نہیں ملتی ہے، کمزور جانچ، ناقص استغاثہ، ٹرائل اور مقدمے کی سنوائی میں غیر معمولی تاخیر، لاپرواہ اور بے حس پولیس افسران، غیر سنجیدہ عدلیہ اور لچر عدالتی نظام اتنی بڑی تعداد میں مجرموں کے سزا سے بچ جانے کا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مجرموں کو دوبارہ اور بار بار ایسے جرائم کا اعادہ کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ ہندوستان میں بہت سارے کیس رجسٹرڈ نہیں ہو پاتے ہیں یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں عصمت دری کے معاملات انگلینڈ اور امریکہ سے کم ہیں۔ لیکن ہندستان میں جرائم کی کثرت ہی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ متاثرہ خاتون کی مدد کے لیے کوئی مضبوط اور اثر انگیز قدم نہیں اٹھایا جاتا۔

یہ بات بھی غور کرنے کی ہے کہ بہت سے ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک میں جرائم کا گراف نیچے گر رہا ہے، مثال کے طور پر امریکہ میں ۱۹۹۰ سے اب تک جرائم میں ۳۲ فیصد کی کمی ہوئی ہے۔ جانچ پڑتال کا اعلیٰ معیار، چاک چوبند پولیس، تیز رفتار ٹرائل اور مضبوط عدالتی نظام نے ان ممالک میں جرائم کی روک تھام میں قابل ذکر کردار ادا کیا ہے۔

لیکن ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ یہاں جرائم کے گراف میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لیے اگر ہندوستان کو بھی اپنے جرائم کا گراف نیچے کرنا ہے تو اس کو پولیس اور عدالتی نظام کی خامیوں کو دور کرنا ہوگا، ساتھ ہی اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان جرائم کی مکمل روک تھام ہو تو اس کے لیے ہمیں اپنے معاشرہ کی اصلاح کرنی ہوگی، معاشرہ میں بیداری لانی ہوگی، سماج میں عورتوں کے تئیں احترام کا جذبہ پیدا کرنا ہوگا، جنسی مساوات کا احساس پیدا کرنا ہوگا اور طبقاتی تعصب کو ختم کرنا ہوگا۔ مردوں کی احساس برتری پر قائم ہندوستانی معاشرہ کو ابھی بھی عورتوں کا احترام سیکھنے کی بہت ضرورت ہے۔

نیرو مودی کے نام رویش کمار کا کھلا خط

پیارے نیرَو مودی! خط کے لئے شکریہ، آج جانچ ایجنسیوں میں سموسے بٹیں گے کہ جس نیرَو مودی تک وہ نہیں پہنچ سکے، اس نیرَو مودی کا خط عوام تک پہنچ گیا، آپ نے واقعی جانچ ایجنسیوں کا برانڈ اونچا کر دیا ہے، حکومت کے یاروں کو نہ پکڑنے کا ان کا ریکارڈ یوں ہی نہیں بنا ہے، آپ کا خط دیکھ کر سکون ملا کہ اتنا سب ہونے کے بعد بھی آپ پریشان نہیں ہیں، خط وغیرہ لکھ رہے ہیں، ہم آپ کی اس جرأت کو سلام کرتے ہیں، یہ جو آپ نے 10-20 ہزار کروڑ کے لئے بھارت چھوڑ دیا ہے، وہ اِس زمانے میں کوئی اور نہیں کر پائے گا۔ کہیں آپ بھی تو ماضی میں کچھ نہیں بیچتے تھے، اگر ایسا ہے تو بتا دیجئے، ہم فخر کریں گے کہ نیرَو مودی ہیروں سے پہلے حلوہ بیچتا تھا، سچ میں ہم فخر کریں گے، آپ کے برانڈ کو نقصان ہوا ہے۔

بات بات میں جذبات اور عقائد کے مجروح ہو جانے والے ملک میں یہ والا نقصان کچھ نیا ہے، آپ کے ساتھ غلط ہوا ہے، پنجاب نیشنل بینک کا برانڈ تو جیسے مٹی کا ڈھیر ہے، بینک کو آنکھ موند کر 10-20 ہزار کروڑ اور لے جانے دینا چاہئے تھا، جیسے کہ آپ بینک کو بتا کر گئے تھے کہ ہم بھارت چھوڑنے کا پلان بنا رہے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں، لون چکا دیا جائے گا، بینک سہ لیتا تو آج آپ کا برانڈ اور اونچا ہو گیا ہوتا، ویسے آپ کے خط سے آپ کا برانڈ اونچا ہی ہوا ہے، نیرَو مودی بھلے ہی نریندر مودی نہ ہو، مگر وہ نریندر مودی کی جانچ ایجنسیوں سے ڈرتا نہیں ہے، انہیں خط لکھتا ہے، پتہ نہیں، اس کیس سے پنجاب نیشنل بینک کے برانڈ کو صدمہ پہنچا ہے یا کچھ اور۔ آپ حکومت کے یار نہیں ہوتے تو کوئی بھی داروغہ ایک منٹ میں آپ کو سیدھا کر دیتا، آپ کی قسمت اچھی ہے کہ آپ کے پاس لکھنے کے لئے اب بھی بہت سے نام ہیں۔ ان ناموں کو ابھی نہ لکھیں، ہم خبروں میں پڑھ کر آپ پر فخر کر رہے ہیں کہ آپ بینک سے پیسہ لیتے ہیں، کوئی اور آپ کا پیسہ لے کر مینج کرتا ہے۔ بیکار میں آف ریکارڈ باتوں کو آن ریکارڈ کیوں کرنا، آپ بے فکر رہیں، مجھے پورا بھروسہ ہے کہ آپ کا کچھ نہیں ہوگا۔ آپ کا ہوگا تو حکومت میں بہتوں کا بہت کچھ ہو جائے گا۔ آپ نے لیٹر آف انڈرٹیکنگ سے ہزاروں کروڑ روپے اڑانے کے بعد لیٹر لکھ کر اچھا کیا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں لیٹر کے لئے کتنی جگہ ہے، یہ کام آپ کے لیول کا کوئی بھارت چھوڑنے والا ہی کر سکتا ہے، چند پیسوں کے لئے آپ نے صحیح موقع پر بھارت کو چھوڑ دیا ہے، وہ اسی روایت میں ہے جو چلی آ رہی ہے، آپ کے خط نے ہمارے یقین کو پختہ کر دیا ہے، ہم جانتے تھے کہ آپ پیسہ نہیں لوٹائیں گے، آپ نے اور آپ کے ماما جی نے پنجاب نیشنل بینک کے منیجر سے یاری دوستی میں دس پانچ کی ادھاری نہیں لی ہے، 11000 کروڑ کا گول مال کیا ہے۔ اس جرم پر آپ نے ایک لفظ نہیں لکھا، ہم جانتے ہیں، آپ نے کیوں نہیں لکھا، کیونکہ آپ کے پاس وہ نام ہیں جو آپ کی جیب میں رکھے ہیں، وہ غلطی سے بھی باہر آ گئے، تو پریس کانفرنس کے لئے کوئی وزیر باہر نہیں آ پائے گا، اگر آپ نے بول دیا تو ہیروں کی طرح چمکنے والے نیتاؤں کو ریلی میں جانے کے لئے سائیکل بھی نہیں ملے گی۔ نیرَو مودی جی، آپ بھارت آنے سے نہ ڈریں، آپ کی رشتہ داری ہی کمال کی ہے کہ ہاتھ لگانے میں حضور کے ہاتھ کانپ جائیں گے، ہمارے میہول بھائی تو یہیں ہیں، ان کا بھی کچھ نہیں ہوا ہے، یہ نہ سمجھیں کہ وزیر دفاع، قانون منتری اور انسانی وسائل کے وزیر کے بعد وزیر نہیں بچے ہیں، ابھی بہت وزیر ہیں آپ کے لئے؛ وزیر زراعت ہیں، کیمیکل اور کھاد وزیر ہیں، وزیر اطلاعات ہیں، آپ کہیں گے تو پریس کانفرنس کے لئے وزیروں کے عملے بھی بھیج دیئے جائیں گے، یہ گھوٹالہ یو پی اے کے وقت کا ہے، پتہ نہیں، آپ کس وقت کے ہیں۔ آپ لوٹ کا مال لوٹانے کی بات اس طرح کر رہے ہیں، جیسے مال لوٹا دینے سے کوئی بری ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ چھوٹ تمام ڈاکوؤں اور لٹیروں کو ملنی چاہیے، تاکہ وہ مال لوٹا؟ را اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ آپ کے خط سے لگ رہا ہے کہ پنجاب نیشنل بینک نے شوق کے لئے آپ پر مقدمہ کیا اور سی بی آئی نے یوں ہی تفریح کے لیے چھاپے ڈالے ہیں، ویسے بھی انہیں کچھ کام تو ہے نہیں۔ بہار میں سرجن گھوٹالہ ہوا ہے 1500 کروڑ کا، اسی کے اہم ملزم کو یہ آج تک نہیں پکڑ پائے ہیں اور نہ پکڑیں گے، تو آپ کو کون پکڑ لے گا، نیرَو مودی جی، آپ بہت رَکیوٹ ہیں، آپ اپنے آپ میں ہیرا ہیں ہیرا، ہیرا ہیں ہمیشہ کے لئے، نیرَو ہے بینکوں کی املاک کے لئے۔ غلط کہتے ہیں لوگ کہ کوئلے سے ہیرا بنتا ہے؛ کوئلے سے ہم جیسے لوگ بنتے ہیں، جنہیں ہندی میں بیوقوف کہا جاتا ہے۔ آپ کی برانڈ کو جو نقصان ہوا ہے، اس کے لئے میں پنجاب نیشنل بینک کی جانب سے معذرت چاہتا ہوں، آپ بینکوں سے ہیرے نکالتے رہیں، خط لکھتے رہیں۔ (رویش کمار)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

شام میں جنگ بندی پر کوئی معاہدہ نہیں ہوگا: روس

روس نے شام میں حکومت کی جانب سے باغیوں کے علاقے پر بمباری کے سلسلہ میں اقوام متحدہ کی جنگ بندی کی قرارداد میں تبدیلی کا مطالبہ کیا ہے۔اقوام متحدہ میں روس کے سفیر نے مطالبہ کیا کہ کارروائی معقول ہونی چاہئے،عوامی جذبات کی بنیاد پر نہیں۔تاہم مغربی سفارتکاروں نے روس پر سلامتی کونسل کا وقت ضائع کرنے کا الزام لگایا ہے۔فرانس نے کہا کہ عمل کرنے میں ناکامی سے خود اقوام متحدہ کا اختتام ہوجائے گا۔(بی بی سی لندن)

سعودی عرب تفریح کی صنعت پر چونسٹھ ارب ڈالر خرچ کرے گا

سعودی عرب نے کہا ہے کہ ملک میں تفریحی صنعت کی ترقی کے لیے آئندہ دس سال میں چونسٹھ ارب امریکی ڈالر خرچ کیے جائیں گے۔جنرل انٹرٹین منٹ اتھارٹی کے سربراہ کا کہنا ہے رواں سال تقریباً پانچ سو تقریبات کی منصوبہ بندی کی گئی ہے جن میں امریکی پاپ بینڈ مرون۔۵ اور کینیڈین پرفارمرز سرک ڈو سولیل کے پروگرامز بھی شامل ہیں۔ملک کے پہلے اوپرا ہاؤس کی تعمیر دارالحکومت ریاض میں شروع ہوچکی ہے۔یہ سرمایہ کاری سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کے معاشی اور معاشرتی اصلاحی پروگرام کا حصہ ہے جس کا آغاز دو سال قبل ہوا اور جسے وژن 2030 کا نام دیا گیا ہے۔واضح ہو کہ دسمبر میں حکومت نے کمرشل سینیما گھروں پر عائد پابندی بھی ختم کردی تھی۔خیال رہے کہ حالیہ دنوں میں سعودی عرب نے کئی ایسے اقدامات کیے ہیں جو ملک میں پہلی بار ہوئے،جن میں گذشتہ ماہ خواتین کو اسٹیڈیمز میں فٹبال میچ دیکھنے کی اجازت اور جون سے خواتین کو گاڑی چلانے کی اجازت کا اعلان شامل ہیں۔گذشتہ سال ولی عہد محمد بن سلمان نے اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ سعودی عرب ایک بار پھر ''اعتدال پسند اسلام'' کا ملک بنے گا جہاں تمام مذاہب،ثقافتوں اور لوگوں کے لیے راہیں کھلی ہوں گی۔(بی بی سی لندن)

افغانستان میں نئی ملیشیا ملٹری کی تشکیل

افغانستان کی وزارت دفاع نے تقریباً ۳۶؍ہزار اہل کاروں پر مشتمل ایک نئی ملیشیا ملٹری تشکیل دینے کا اعلان کیا ہے جو ان علاقوں میں تعینات کی جائے گی جنہیں فوجی کارروائیوں کے دوران طالبان کے قبضے سے آزاد کرایا گیا ہے۔یہ اعلان ایک ایسے وقت ہوا ہے جب افغانستان کی موجودہ مقامی پولیس کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں شکایات طویل عرصے سے جاری ہیں۔مقامی پولیس تربیت یافتہ مقامی ملیشیا پر مشتمل ہے جس کی تربیت امریکی فوج نے کی ہے اور انہیں تنخواہ بھی امریکی فوج ہی کی جانب سے دی جاتی ہے۔(فکر و خبر)

ایران نے جوہری معاہدہ سے دست برداری کا اشارہ دیا

ایران کے نائب وزیر خارجہ عباس عراقچی کا کہنا ہے کہ اگر ایران کو جوہری معاہدے کے مقابل اقتصادی خصوصیات حاصل نہ ہوئیں اور بڑے بینکوں نے تہران کے ساتھ معاملات سے گریز کا سلسلہ جاری رکھا تو اُن کا ملک 2015 میں دستخط شدہ جوہری معاہدے سے دست بردار ہوجائے گا۔انہوں نے واضح کیا کہ اگر یہی پالیسی جاری رہی تو ہم ایسے معاہدے کو باقی نہیں رکھ سکتے جس سے ہمیں کوئی فائدہ نہ پہنچے۔(فکر و خبر)

سعودی عرب میں خواتین کے لیے عسکری ملازمتوں کا اعلان

سعودی عرب کے صوبوں ریاض،مکہ،مدینہ،قصیم،عسیر،باحہ اور شرقیہ میں خواتین کے لئے عسکری ملازمتوں کا اعلان کیا گیا ہے۔سعودی عرب میں گزشتہ کچھ عرصے سے خواتین کو مردوں کے مساوی حقوق دینے کا سلسلہ جاری ہے اور ماضی میں حقوقِ نسواں کے حوالے سے بنائے گئے قوانین میں تبدیلی کی جارہی ہے۔رواں ماہ ہی سعودی عرب میں کئی دہائیوں سے رائج سخت گارجین سسٹم میں تبدیلیاں کرتے ہوئے خواتین کو خود کفیل بنانے کے لیے اہم قدم اٹھایا گیا اور خواتین کو کاروبار شروع کرنے کے لیے شوہر،محرم یا ولی سے اجازت لینے کی پابندی ختم کردی گئی۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

اسکولوں کی حفاظت کے لئے اساتذہ کو اسلحہ دینا چاہئے: امریکی صدر

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا کہنا ہے کہ ہم اسکولوں کو اتنا ہی محفوظ دیکھنا چاہتے ہیں جتنے بینک محفوظ ہیں اس لئے جو اساتذہ اسلحہ لینا چاہتے ہیں انہیں اجازت دی جائے گی۔غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق امریکی ریاست فلوریڈا کے علاقے پارک لینڈ میں واقع ہائی اسکول میں فائرنگ کے ۱۷؍افراد کی ہلاکت کے بعد امریکی صدر نے تجویز پیش کی ہے کہ جو اساتذہ اسکولوں کی حفاظت کے لئے اسلحہ رکھنا چاہتے ہیں انہیں اسلحے کے ساتھ اضافی مراعات بھی دی جائیں گی۔انہوں نے کہا کہ ہم اسکولوں کو اتنا ہی محفوظ دیکھنا چاہتے ہیں جتنا امریکی بینک محفوظ ہیں،جب تک ہم جارحانہ حکمتِ عملی نہیں بنائیں گے ایسے واقعات پیش آتے رہیں گے۔(نیوز ایکسپریس)

جرمنی میں بچوں سے زیادتی پر پادری مجرم قرار

جرمنی میں مقامی عدالت نے کم عمر بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے کے جرم میں ایک سابق پادری کو ساڑھے آٹھ برس قید کی سزا سنادی پادری پر بچوں کی فحش فلمیں رکھنے کا الزام بھی ثابت ہوا ہے۔بین الاقوامی میڈیا کے مطابق جرمنی کے شہر ڈیگن ڈروف کی مقامی عدالت نے ایک سابق پادری کو بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے کے جرم میں ساڑھے آٹھ برس قید کی سزا سنائی ہے۔فیصلے کے مطابق مجرم نے ۱۹۹۰ء کے بعد سے پانچ بچوں کے ساتھ سو سے زائد مرتبہ جنسی زیادتی کی۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

گریڈیہہ کے بنکھنجو میں امارت پبلک اسکول کا افتتاح

افتتاحی اجلاس میں امیر شریعت کا خطاب

ایمان کے بعد جو چیز انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو اور کامیاب کرتی ہے وہ ہے تعلیم۔تعلیم اگر ایمان کے ساتھ ہو تو انسان دنیا میں بھی کامیاب ہوتا ہے اور آخرت میں بھی سرخرو ہوتا ہے۔ایک زمانہ تھا جب کہ مسلمان تعلیم کے میدان میں پوری دنیا میں امتیازی مقام رکھتے تھے،صرف قرآن و حدیث،فقہ و تفسیر میں ہی نہیں،بلکہ سائنس،میڈیکل سائنس،فزکس،کمسٹری،بایولوجی اور ریاضی میں مسلمان ماہرین تعلیم نے پوری دنیا میں اپنا لوہا منوایا،نئی نئی ایجادوں اور مختلف علوم وفنون کے تعارف کے ذریعہ مسلمان ماہرین تعلیم اور مسلم سائنسداں پوری دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔جب مسلمانوں نے اس وقت ایمان کے ساتھ علم سے تعلق رکھا تو پوری دنیا کے مقتدا بنے،لیکن افسوس کے دھیرے دھیرے ہم علم میں پیچھے ہوتے چلے گئے،جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کامیابی ہم سے دور ہوتی چلی گئی اور ہم پسماندہ ہوتے چلے گئے۔اس لیے اپنے بچوں کی تعلیم پر دھیان دیجئے،ان کے پڑھنے کی نگرانی کیجئے،بچہ کیا پڑھ رہا ہے اس کی پوری نگرانی کیجئے،ان کے اندر احساس ذمہ داری پیدا کیجئے تاکہ وہ معیاری تعلیم حاصل کرسکے ساتھ ہی ان کو ایمان کی دولت سے مالامال کیجئے،دین و ایمان کی جو امانت آپ کے دل و دماغ میں ہے اس کو اپنے بچوں کے اندر منتقل کیجئے۔یاد رکھئے اگر ایمان کے ساتھ ساتھ تعلیم سے تعلق ہوگا تب ہی جاکر کامیابی ہاتھ آئے گی۔یہ کامیابی صرف دنیا کی کامیابی نہیں ہوگی بلکہ یہ چیز دنیا اور آخرت دونوں جگہ کامیاب کرے گی۔

ان خیالات کا اظہار امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جھارکھنڈ کے ضلع گریڈیہہ کے بنکھنجو میں مورخہ ۱۸؍فروری ۲۰۱۸ء کو منعقد امارت پبلک اسکول کے افتتاحی اجلاس میں کیا۔

واضح ہو کہ امارت شرعیہ نے سی بی ایس ای طرز پر دو اسکول رانچی اور گریڈیہ میں قائم کیے ہیں،مورخہ ۱۷؍فروری کو رانچی کے نگڑی میں امارت پبلک اسکول کا افتتاح حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں عمل میں آیا، جبکہ گریڈیہ کے بنکھنجو میں مورخہ ۱۸؍فروری کو امارت پبلک اسکول کا افتتاح عمل میں آیا،اس موقع سے حضرت امیر شریعت نے تعلیم گاہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔اس کے قبل اسکول کا افتتاحی اجلاس عمل میں آیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں عوام و خواص جمع ہوئے۔اس موقع سے حضرت امیر شریعت نے دو مدرسوں مدرسہ عمر بن خطاب تیلوڈیہہ اور جامعہ حسینیہ گریڈیہ کی عمارتوں کا بھی سنگ بنیاد رکھا۔مغرب کی نماز کے بعد بیعت و ارشاد کا سلسلہ بھی چلا اور بہت سے عقیدت منداس موقع سے حضرت امیر شریعت سے بیعت ہوئے اور تزکیہ و احسان کا تعلق قائم کیا۔

افتتاحی اجلاس کا آغاز مفتی شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا نعت شریف مولانا یعقوب صاحب نے پیش کی،جب کہ نظامت کے فرائض مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی نے انجام دیے،مولانا صغیر احمد امام جامع مسجد کولڈیہہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔امیر شریعت نے اپنے خطاب میں اسکول کے ذمہ داروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ عہد کریں کہ اسکول میں معیاری تعلیم فراہم کریں گے،ساتھ ہی اخلاقی و اسلامی تربیت بھی فراہم کریں گے تاکہ آپ کے یہاں سے تعلیم پانے والے طلبہ علم اور اخلاق دونوں معاملوں میں ممتاز بنیں۔

اس اجلاس کو حضرت امیر شریعت کے علاوہ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی،مولانا محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ،مولانا محمد ابوالکلام شمسی انچارج دفتر نظامت امارت شرعیہ،جناب الحاج حسین احمد انصاری سابق وزیر حکومت جھارکھنڈ،جناب شہنواز عالم صاحب،جناب آفتاب صاحب،مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین امارت شرعیہ،مولانا محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ دھنباد،جناب ڈاکٹر صابر صاحب ڈائرکٹر ہولی ویزن اسکول سمن پورہ پٹنہ،مولانا مفتی نذر توحید مظاہری قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ چترا و مہتمم جامعہ رشید العلوم چترا نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور تعلیم کی اہمیت اور مسلمانوں کی علمی و معاشرتی فلاح سے متعلق مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا۔اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا محمد ابوالکلام شمسی،مولانا قمر انیس قاسمی،مولانا شمس الحق قاسمی اور مولانا محمد ادریس قاسمی مبلغ امارت شرعیہ نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا۔

بورڈ کے فرمان کے بعد ۱۷؍لاکھ طلبہ چپل پہن کر امتحان دینے پہونچے

بہار بورڈ کے دسویں کے امتحان میں طلبہ و طالبات بغیر جوتا پہنے امتحان دینے پہونچے،دراصل کچھ دنوں پہلے بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تھا کہ کوئی بھی طالب علم جوتا اور موزا پہن کر امتحان گاہ میں نہ آئے،اس فرمان کے پیچھے بورڈ کی منطق یہ تھی کہ وہ ایسا کر کے امتحانوں میں نقل پر لگام لگا پائیں گے، کیوں کہ بہت سے طلبہ و طالبات جوتوں اور موزوں کے اندر پرچیاں چھپا کر امتحانگاہ میں لے جاتے ہیں۔ بورڈ کے اس فرمان کے بعد بدھ سے شروع ہوئے دسویں کے امتحان میں سترہ لاکھ ستر ہزار طلبہ و طالبات صوبے کے ۱۴۲۶ مراکز امتحان میں چپل پہن کر پہونچے۔حالانکہ بورڈ کو اپنے اس اقدام کی وجہ سے چوطرفہ تنقیدوں کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ناقدین کا کہنا ہے کہ بورڈ کے اس قدم سے پورے ملک میں بہار کی شبیہ داغدار ہوئی ہے۔لیکن بورڈ کے افسران نے اس فیصلہ کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ اس نوٹی فکیشن میں کچھ بھی نیا نہیں ہے،اس سے پہلے بھی کئی بار مقابلہ جاتی امتحانوں میں اس طرح کا اعلان کیا جاچکا ہے اور ہمارا یہ قدم امتحانوں میں نقل روکنے کے لیے ہے۔(این ڈی ٹی وی نیوز ایجنسی)

طب وصحت

حفظان صحت کے بنیادی اصول

وقت سے پہلے بڑھاپا طاری ہونے کا خوف اکثر لوگوں کے لیے تشویش کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف ہمارے چہرے مہرے اور جسمانی خدوخال میں نمایاں تبدیلیاں آتی ہیں بلکہ مجموعی طور پر صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔ بڑھاپا ایک حقیقت ہے اور اسے ہم چاہیں بھی تو دیر تک روک نہیں سکتے۔ البتہ ہمیں چاہیے کہ زندگی گزارنے کے طور طریقوں میں کچھ مثبت تبدیلیاں لے آئیں تاکہ وقت سے پہلے بڑھاپے کی منزل میں داخل نہ ہوں۔ ذیل میں ان نقصان دہ عادات کا تذکرہ پیش ہے جو بے خبری میں آپ کو جلد ہی بڑھاپے کی طرف لے جاسکتی ہیں۔

حد سے زیادہ فکر مندی: ذہنی دباؤ حقیقی معنوں میں انسان کی دماغی، جذباتی اور جسمانی صحت پر تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس لیے ہر ممکن کوشش کیجیے کہ ذہنی دباؤ آپ کی زندگی میں مداخلت نہ کرے۔ ذہنی دباؤ بڑھاپے کو ہوا کیوں دیتا ہے؟ اس کا جواب بہت آسان ہے۔ جب عمر میں اضافہ ہونے لگے، تو دو منفی ہارمونوں نورپائن فیرین (Norepinephrine) اور کورٹیسول (Cortisol) کا اخراج بڑھ جاتا ہے۔ ان کے باعث جسم کا مدافعتی نظام متاثر ہوتا ہے اور فشار خون بڑھنے لگتا ہے۔ نتیجتاً سوچنے سمجھنے کی صلاحیت زوال پذیر ہوتی اور امراض قلب کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

ایسی صورت میں آپ ہفتے میں کم از کم دو بار خود کو پرسکون کرنے کی کوئی تکنیک آزمائیے، کوئی ایسا کام بھی کیجیے جس سے آپ کے ذہن کو سکون ملے اور دماغی بوجھ دور ہوسکے۔

جلد کی حفاظت: ہمارے جسم میں جلد ایک اہم اور حساس عضو ہے۔ اس کی جانب سے غفلت بھی بڑھاپے کو قبل از وقت لانے میں مددگار بنتی ہے۔ جلد کی حفاظت کا مطلب یہی نہیں کہ آپ چہرے اور آنکھوں کے حلقوں کے گرد روزانہ کریمیں لگائیں۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ ہمارے جسم کو ضرورت کے مطابق پانی ملتا رہے۔ آپ روزانہ ۸ گلاس پانی پینا معمول بنا لیں۔ نیز آنکھوں اور چہرے پر کوئی اچھی کریم اس مقصد کے لیے لگائیں کہ جھریاں نہ پڑیں، تو یقیناً بڑھاپے کا عمل سست پڑ سکتا ہے۔

جلد کی قسم سے مطابقت رکھنے والے موئسچرائزر کے استعمال سے بھی جلد کم عمر نظر آتی ہے۔ جلد کی اچھی طرح دیکھ بھال اگر آپ اپنا معمول بنالیں، تو اس سے کولاجن اور ایلاسٹن کی قدرتی پیداوار کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ قدرتی پروٹین جلد کو شگفتہ اور شاداب رکھتے ہیں۔ ان کی کمی سے جلد پر جھریاں اور شکنیں نمودار ہونے لگتی ہیں۔

غیر صحت بخش غذائیں: بچپن میں والدین اگر ہمیں سبزیاں کھانے کی تلقین کیا کرتے، تو اس میں بڑی حکمت تھی۔ اگر آپ کی غذا میں وافر پھل اور سبزیاں شامل نہیں جو غیر تکسیدی مادوں (اینٹی آکسیڈنٹس) سے بھری ہوتی ہیں، اس مسئلے پر توجہ دیں۔ غیر تکسیدی مادے زہریلے آزاد اصلیوں) فری ریڈیکلز (کے خاتمے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھئے کہ جسم میں آزاد اصلیے جلد کے بالائی خلیات کو ہدف بناتے اور انھیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ نتیجے میں جھریاں بنتی ہیں اور مختلف اقسام سرطان چمٹنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ آپ یہ خطرہ روزانہ پھل اور سبزیاں کھانے سے ٹال سکتے ہیں۔

ورزش سے گریز: غیر متحرک طرز زندگی سے جو طبی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، وہ اب راز نہیں رہے۔ ورزش کے بغیر زندگی گزاری جائے، تو نہ صرف موٹاپے کی شکایت پیدا ہوتی ہے بلکہ قلب، شریانوں اور گردے کے امراض بھی بڑھ جاتے ہیں۔ آپ کو جوان، صحت مند اور تازہ دم نظر آنے کے لیے صرف یہ کرنا ہے کہ روزانہ کم از کم ۳۰ منٹ ایسی ورزش کریں، جس سے دل معمول سے زیادہ دھڑکنے لگے۔ ورزش سے نہ صرف بڑھاپے کی آمد کو کسی حد تک مؤخر کیا جاسکتا ہے، بلکہ اس میں باقاعدگی اختیار کرکے زندگی کے دورانیے میں کم از کم ایک عشرے کا اضافہ کرنا بھی ممکن ہے۔

نیند کو نظر انداز کرنا: نیند کی کمی سے متعلق عام غلط فہمی یہ ہے کہ اس سے صرف آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ نیند پوری نہ ہو، تو آپ خود کو تھکا ہارا محسوس کرتے ہیں۔ لیکن نیند سے محرومی پہ صرف جمالیاتی نقصان نہیں ہوتا۔ اوسطاً ایک صحت مند بالغ شخص کو ہر رات لگ بھگ سات گھنٹے کی نیند لینی چاہیے، تاکہ وہ دوسرے دن کام کے لیے ذہنی طور پر چوکس ہو۔ اگر آپ نے نیند مکمل نہ کی، تو ممکن ہے آپ دن بھر تھکاوٹ اور سستی کا شکار رہیں۔ نیند کی کمی سے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ معمول سے زیادہ کھانے لگیں۔

سگریٹ نوشی: یہ انتہائی مضر صحت عادت ہے۔ سگریٹ نوشی بلاشبہ بڑھاپے کی آمد میں تیزی لاتی ہے۔ طویل عرصے تک سگریٹ پینے والے افراد کے دانت پیلے ہو جاتے ہیں۔ سگریٹ کا دھواں نگلنے سے جلد پر اس کے بھیانک اثرات پڑتے ہیں۔ مثال کے طور پر نہ صرف جھریاں پڑتی ہیں بلکہ سرطان کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ خاص طور پر منہ اور پھیپھڑے کے سرطان میں سگریٹ نوشوں کے مبتلا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی بہت معروف ہے کہ سگریٹ نوشی امراض قلب کا خطرہ بڑھا دیتی ہے۔

ازدواجی ناآسودگی: خوشگوار ازدواجی تعلقات سے جسم و ذہن ‘دونوں پرسکون رہتے ہیں۔ صنفی سرگرمیاں دراصل افسردگی دور کرنے والے قدرتی وسیلہ ہیں، جن سے مزاج فوری طور پر بہتر ہو جاتا ہے۔ بے شمار جائزے اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ متوازن صنفی زندگی گزارنے والے افراد صحت مند رہتے ہیں۔ ان سرگرمیوں سے جسم میں ”انڈورفین“ اور دیگر ضروری کیمیائی مادے خارج ہوتے ہیں۔ ان کی بدولت مدافعتی نظام کی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے۔ ذہنی دباؤ گھٹتا اور بعض مخصوص امراض بشمول سرطان خطرہ بھی ٹل جاتا ہے۔ (بشکریہ اردو ڈائجسٹ پاکستان)

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ راشد العزیزی ندوی

۱۵؍اپریل کو گاندھی میدان پٹنہ میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس

حضرت امیر شریعت کی صدارت میں کل جماعتی میٹنگ میں بہار کی اہم ملی و سماجی تنظیموں کے ذمہ داروں نے اجلاس کو کامیاب بنانے کا عزم کیا

امارت شرعیہ کی تحریک پر ۱۵؍اپریل ۲۰۱۸ء کو پٹنہ کے گاندھی میدان میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کے عنوان پر عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ تمام ملی وسماجی تنظیموں نے مشترکہ طور پر کیا۔ اس پروگرام کی تیاری کے سلسلہ میں مورخہ ۲۰؍فروری کو بعد نماز مغرب امارت شرعیہ کے میٹنگ ہال میں حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں ایک کل جماعتی میٹنگ منعقد ہوئی، جس میں بہار کی تمام اہم ملی و مذہبی تنظیموں کے ذمہ داروں نے متحد ہوکر اس اجلاس کو وقت کی اہم آواز اور ضروری اقدام قرار دیا اور یک آواز ہوکر اس اجلاس کو کامیاب بنانے کا عزم کیا۔ میٹنگ کی شروعات مولانا اسعد اللہ صاحب کی تلاوت کلام اللہ سے ہوئی، ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اجلاس کی غرض و غایت اور اس میٹنگ کے اہم ایجنڈا پر گفتگو کرتے ہوئے اجلاس کے سلسلہ میں ہوئی اب تک کی پیش رفت شرکاء میٹنگ کے سامنے رکھی۔ اس کے بعد مختلف تنظیموں کے ذمہ داروں نے اجلاس کے کامیاب انعقاد کے سلسلہ میں ضروری امور پر تبادلۂ خیال کیا اور اپنی اپنی رائے پیش کی۔ آخر میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ گاندھی میدان میں کوئی اجلاس منعقد کرنا یقیناً ایک بڑا چیلنج ہے، لیکن ہم سب کو اس چیلنج کو متحد ہوکر قبول کرنا ہے اور اس کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی ہے، یقیناً یہ مشکل کام ہے لیکن اگر جرأت، ہمت، حوصلہ اور جرأت اقدام کے ساتھ آگے بڑھا جائے تو انشاءاللہ مشکل آسان ہوگی اور اللہ کی مدد آئے گی اور کامیابی ملے گی۔ اس اجلاس کا مقصد جہاں حکومت کے سامنے اپنا اثر اور اپنی متحدہ طاقت دکھانی ہے وہیں دوسری جانب مسلمانوں کے اندران کے سوچ میں تبدیلی پیدا کرنی ہے، ان کے اندر جرأت، ہمت اور ثبات قدمی کی روح پھونکنی ہے، ہمیں اسی اتحاد ملک کے ساتھ اپنی طاقت اور قوت کا احساس کرانا ہے۔ یہ امارت شرعیہ یا کسی فرد واحد کا اجلاس نہیں ہے بلکہ یہ پوری ملت اور تمام مسلمانوں کے دل کی آواز ہے اور ہم سب کو مل کر اس کی محنت کرنی ہے۔ اس اجلاس میں حسن احمد قادری ناظم اعلیٰ جمعیۃ علمائے بہار، مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر جماعت اسلامی ہند حلقۂ بہار، خورشید عالم مدنی صدر صوبائی جمعیت اہل حدیث، مولانا امانت حسین شیعہ رویت ہلال کمیٹی، جناب ارشاد اللہ صاحب چیرمین سنی وقف بورڈ، الیاس حسین عرف سونو بابو چیرمین بہار ریاستی حج کمیٹی، مولانا مشہود قادری ندوی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ، جناب احمد اشفاق کریم چیرمین کٹیہار میڈیکل کالج، مولانا محب اللہ مصباحی خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ، محمد عزیر احمد جامعہ منعمیہ، جناب راغب احسن ایڈووکیٹ سینئر ایڈووکیٹ پٹنہ ہائی کورٹ، مولانا مفتی نذر توحید مظاہری مہتمم مدرسہ رشید العلوم چترا، مولانا محمد عارف رحمانی نائب ناظم جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا عبدالجلیل قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا رضوان احمد ندوی وغیرہ نے شرکت کی۔

جھگڑوں کے فیصلے دارالقضاء سے کرائیں: حضرت امیر شریعت مدظلہ

جہان آباد میں دار القضاء امارت شرعیہ کے قیام کے موقع پر علماء کرام کا خطاب

قرآن کریم سے جس قدر تعلق قائم ہوگا، اسی قدر ہماری زندگی صحیح اور صالح رخ پر گذرے گی، قرآن کریم کا زبانی یاد کرلینا کلام الٰہی کا اعجاز ہے، دنیا کی دوسری کتابوں کو اس طرح یاد کرنا ممکن نہیں ہے، یہ سوچ غلط ہے کہ جو بچہ حافظ ہوگا وہ دنیاوی تعلیم سے دور رہ جائے گا، میرا تجربہ ہے کہ جو بچے حافظ ہوتے ہیں وہ عصری علوم میں بھی مہارت پیدا کرلیتے ہیں، کیوں کہ انہیں رٹنے کی عادت ہوتی ہے اور بہت سارے عصری علوم مثلاً تاریخ کمیسٹری وغیرہ کے فارمولوں کو یاد کیے بغیر ان علوم میں مہارت ممکن نہیں ہے، اس لیے جو بچے حافظ ہوتے ہیں وہ آسانی سے تاریخ اور فارمولوں کو یاد کرنے پر قادر ہوتے ہیں، اس لیے یہ بچے بڑے قیمتی ہیں، جنہوں نے قرآن کریم کو حفظ کرلیا، ان کی عظمت دنیا ہی میں نہیں؛ آخرت میں بھی ہے، یہ قیامت کے دن جس دن ہر آدمی اپنے اعزواقرباء بیوی بچے اور بھائی بہنوں سے بھاگے گا اور کوئی ایک نیکی بھی دینے کو تیار نہیں ہوگا، ایسے سخت دن میں یہ حافظ قرآن کام آئے گا اور خاندان کے بہت سارے لوگوں کو جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنے گا، ان خیالات کا اظہار بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری اور خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے کیا۔ وہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ جہان آباد میں قیام دار القضاء، اعلان قاضی اور جلسۂ دستار بندی حفاظ سے صدارتی خطاب فرما رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ ہر ممکن جھگڑوں سے گریز کرنا چاہئے، مونچھ کی لڑائی نے خاندان کے خاندان تباہ کردیئے ہیں، اس لیے اس تباہی سے بچنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ جھگڑے نہ کیے جائیں اور اگر جھگڑے ہو جائیں تو ان کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کے لیے دار القضاء لے جایا جائے، آج جہاں آباد میں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی جانب سے دار القضاء قائم کیا جارہا ہے، یہاں مقدمات کی سماعت کے لیے مولانا قاضی محمد اصغر حسین قاسمی بحیثیت قاضی کام کریں گے، ہمیں امید ہے کہ آپ حضرات اپنے مقدمات یہاں لاکر اللہ اور اس کے رسول کے حکم مطابق فیصلے حاصل کریں، اور اسے بلاچوں وچرا تسلیم کریں گے، یہ بات اچھی طرح یاد رکھیے کہ دار القضاء سے جو فیصلہ ہوتا ہے اس میں جیتنے والا تو جیتتا ہی ہے ہارنے والا بھی جیت جاتا ہے، کیوں کہ اسے اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوتی ہے، اجلاس سے امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، نائب قاضی شریعت مفتی انظار عالم قاسمی قاضی شریعت دار القضاء چترا مولانا مفتی محمد نذر توحید مظاہری، رئیس المبلغین مولانا قمر انیس قاسمی، امام وخطیب جامع مسجد گیا اور مولانا محمد اسماعیل قاسمی وغیرہ نے بھی خطاب کیا نظامت کے فرائض مولانا مفتی احمد نذر مظاہری استاذ مدرسہ رشید العلوم چترا نے بحسن وخوبی، اور کلمات تشکر جناب پروفیسر عقیل احمد سکریٹری مدرسہ عربیہ جہان آباد نے کہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی دعاء پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مسلم قوم ایک زندہ اور باحوصلہ قوم ہے جو حالات سے مایوس نہیں ہوتی: حضرت امیر شریعت

دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کی تیاری کے لیے امارت شرعیہ میں کل جماعتی مشاورتی اجلاس

رپورٹ: مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ کی تحریک پر ۱۵؍اپریل ۲۰۱۸ء بروز اتوار کو گاندھی میدان میں ہونے والے تاریخی ''دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس'' کو کامیاب اور موثر بنانے کے طریقہ کار پر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں ایک مشاورتی اجلاس مورخہ ۲۱؍فروری ۲۰۱۸ء کو زیر صدارت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم منعقد ہوا۔ جس میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے ایک ہزار سے زیادہ ملی جماعتوں، تنظیموں اور اداروں کے ذمہ داروں کے علاوہ سیاسی وسماجی خدمت کرنے والے نامور اصحاب نے شرکت کی۔ اس مشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے فرمایا کہ جب قوموں پر کوئی برا اور کٹھن مرحلہ آتا ہے، تو عام طور پر حوصلہ ہار جاتی ہیں، لیکن مسلم قوم ایک زندہ قوم اور بیدار ملت ہے، وہ کبھی بھی برے وقت میں ہمت وحوصلہ سے شکستہ دل نہیں ہوتی بلکہ اس کا مقابلہ کرتی ہے اور کامیاب ہوتی ہے، اس لیے آپ کی ذمہ داری کی ہے کہ اس بڑے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے مشکل حالات کو زیر وزبر کرنے کے لیے تیار ہو جائیں، باشعور، باغیرت اور بیدار ملت کی حیثیت سے نہ تھکنے والی بات کریں اور نہ تحفظ اور سیکورٹی کے چکر میں شکستہ دل ہوں، بہت سے حالات آپ نے بھی دیکھے ہیں اور میں نے بھی دیکھا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہم سرخ رو ہوئے، اور آج بھی ہم حالات سے پنجہ آزمائی کے لیے تیار ہیں، اور مجھے یقین ہے کہ ہم آپ تمام لوگوں کے تعاون سے اب بھی سربلند ہوں گے۔ اور ہم اس ملک کی سالمیت اور دستور کی حفاظت کے لیے پوری طرح تیار ہیں، اس لیے آپ اپنے اندر خود اعتمادی اور حوصلہ باقی رکھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک کام کے بعد آپ کو دوسرے کام کے لیے آواز دی جائے گی اور ہر مرحلہ میں آپ کو اپنی زندہ دلی کا ثبوت پیش کرنا ہے، حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ مسلم خواتین کے اندر دینی بیداری لانے کے لیے جو تحریک چل رہی ہے، اس کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھیں، عورتوں کے احتجاجی مظاہرے ہوتے رہیں، اس لیے کہ اب تک کے احتجاجی مظاہروں سے حکومت سوچنے پر مجبور ہوگئی ہے اور امید ہے کہ آپ کے اس تعاون سے وہ جھکنے پر بھی مجبور ہو جائے گی۔ حضرت امیر شریعت نے ۱۵؍اپریل کے تاریخی کانفرنس کے لیے سبھوں سے قائدانہ طریقہ پر شرکت کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ کسی ضیافت یا مہمان نوازی کا تصور کیے بغیر اپنے کھانے پینے کی چیزیں ساتھ لے کر آئیں، حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ ملک کے موجودہ حالات سے امن پسند غیر مسلم بھائی بھی حد درجہ پریشان ہیں، اس لیے ہم تفریق نہیں کریں گے بلکہ تدبیر کریں گے اور اپنے غیر مسلم بھائیوں کے خیالات سے بھی استفادہ کی کوشش کریں گے، حضرت امیر شریعت نے لوگوں کے ان شکوک وشبہات کو بھی دور فرمایا کہ اپریل میں دھوپ کی تمازت سے دشواریاں پیدا ہوں گی تو اس میں جینے کا لطف اٹھانے اور اپنی ایمانی حرارت سے دھوپ کا تمازت کا مقابلہ کرنا ہے۔

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا کہ اس وقت ملک کے حالات میں دین اور ملک دونوں کو خطرات لاحق ہیں، یہاں کی دولت رشوت، کمیشن اور دھوکہ دھڑی کے ذریعہ لوٹی جارہی ہے، بے ایمان لوگ غریبوں کا استحصال کررہے ہیں، کرپشن کا حال یہ ہے کہ کوئی جائز کام بھی بغیر رشوت کے نہیں ہوتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اس وقت ملک پر جاہ پرستوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ وہ ملک کو ذاتی اغراض ومقاصد کے لیے استعمال کررہے ہیں اور لوگوں کو ذات وبرادری کے نام پر توڑنے کا کھیل جاری کیے ہوئے ہیں۔ کیا یہ ملک اسی لیے آزاد ہوا تھا کہ لوگ اپنے کو غیر محفوظ سمجھیں، پانچ سالوں میں پچاس ہزار عورتوں کا شوہروں یا شوہر کے گھر والوں کے ذریعہ قتل ہوا ہے۔ بائیس لاکھ سے زیادہ شادی شدہ عورتیں معلقہ بنی ہوئی ہیں، کوئی ان پریشان حال عورتوں کا پرسان حال نہیں، آزادی کے ستر سال میں عورتوں پر ظلم وزیادتی کرنے والے کسی کو پھانسی کی سزا نہیں ملی۔ جبکہ قانون میں انسانوں کی جان ومال اور عزت واحترام کا ایسا خیال رکھا گیا ہے، جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ مسلمانوں کے دین اور شریعت پر حملہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ناظم صاحب نے کہا کہ تین طلاق کے نام پر اسلام کے پورے نظام طلاق کو ختم کرنے کی سازش کی جارہی ہے، اگر خدانخواستہ وہ اس میں کامیاب ہوگئے تو وہ شریعت کے دوسرے قوانین پر بھی حملہ ور ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ اس ملک کی اس بری حالت کو بدلنے کی تدبیر کی جائے، دین اور شریعت کے تحفظ کے لیے کمربستہ ہوا جائے اور ملک کو فاشسٹ طاقتوں سے نجات دلائی جائے تاکہ ملک میں امن وامان کی فضا قائم ہو سکے، اسی لیے حضرت امیر شریعت کی تحریک پر ۱۵؍اپریل کو پٹنہ کے گاندھی میدان میں دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس کا انعقاد کیا جانے والا ہے، اس میں بڑی تعداد میں اس میں جمع ہو کر اپنی ملی بیداری کا ثبوت دیں۔ جناب مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف نے کہا کہ زندگی نام ہے تحریک کا، جب کوئی قوم متحرک ہوتی ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ اس کے اندر زندگی کی علامت موجود ہے، اسی لیے اپنے حق کے لیے جدوجہد کرنا اور جمہوری طریقہ سے اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے کوشش کرنا ہمارا آئینی حق ہے۔ ہم متحد ہو کر ناانصافی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں گے اور آخر دم تک اپنی مذہبی آزادی کے لیے کوشش کرتے رہیں گے۔ مولانا ابوطالب رحمانی صاحب کولکاتا نے کہا کہ سیاسی پارٹیوں کی آواز پر گاندھی میدان میں بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں تو ہم سب ان شاء اللہ دین اور دستور بچانے کے لیے اس سے بڑی تعداد میں جمع ہوں گے، ہماری یہ تحریک کسی پارٹی کے خلاف نہیں بلکہ دیش اور ملک کو لوٹنے والوں کے خلاف ہے۔ اور میں چشم تصور سے محسوس کرتا ہوں کہ ہمارا یہ جلسہ بہت کامیاب رہے گا۔ جناب ارشاد اللہ صاحب چیرمین بہار ریاستی سنی وقف بورڈ نے کہا کہ حق کے لیے جو صدا بھی بہار سے اٹھی ہے، اس کی روشنی پورے ملک میں پھیلی ہے، ان شاء اللہ یہاں سے جو پیغام دیا جائے گا اس سے پورے ملک کے باشندوں کو حوصلہ ملے گا۔ جناب حسن احمد قادری ناظم اعلیٰ جمیعۃ علماء بہار نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے اس ملک کی آزادی کے لیے بڑی قربانیاں دیں اور ان قربانیوں کے نتیجے میں ہمارا ملک جمہوری ڈھانچے پر تشکیل پایا، مگر اب اس کے سیکولرزم کو ختم کرنے کی جدوجہد چل رہی ہے، اس لیے ہم ایسی ہر کوشش کو ناکام کرنے کے لیے پوری کوشش کریں گے۔ جناب حافظ محمد الیاس حسین عرف سونو بابو چیرمین بہار اسٹیٹ حج کمیٹی نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ملک کے حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، ان حالات کو صحیح رخ پر لانے کے لیے آپ سب کا یہاں جمع ہونا زندہ دلی کی علامت ہے، ان شاء اللہ ۱۵؍اپریل کا اجلاس بہت کامیاب ہوگا، آپ اپنے علاقہ میں اس کی تحریک بھی چلائیں، مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ ہمارا ملک تباہی کے دہانے پر جارہا ہے، دشواری یہاں تک پیدا ہوگئی ہے کہ اسلامی شناخت کے ساتھ سفر کرنا گھبراہٹ کا باعث ہو گیا ہے، اس لیے اپنی قوت کا احساس کرانا ضروری ہے، ماضی میں ایمرجنسی اور جبری نس بندی کے ظالمانہ قانون کے خلاف امیر شریعت رابع مولانا شاہ منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے صدائے احتجاج بلند کیا تھا اور نتیجتاً حکومت کو اپنا قانون واپس لینا پڑا، آج جب کہ تین طلاق کے خلاف حکومت ظالمانہ قانون بنا رہی ہے تو اسی خانوادے کے مرد آہن حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی قیادت میں تحریک چلائی جارہی ہے، ان شاء اللہ ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ تحریک کامیاب ہو گی اور دوررس نتائج کی حامل ہوگی۔ جناب شمائل احمد صاحب صدر پرائیوٹ اسکول اینڈ چلڈرن ویلفیر ایسوسی ایشن نے کہا کہ مسلم ممبران پارلیامنٹ، مسلم ووٹوں سے ایوان میں پہونچتے ہیں، مگر وہ ہماری نمائندگی نہیں کرتے، اس لیے ان حالات میں حضرت امیر شریعت نے دین بچاؤ دیش بچاؤ کا جو نعرہ دیا وہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے، ان شاء اللہ بہار کے اسکولوں کے بھی ہزاروں طلبہ واساتذہ ۱۵؍اپریل کے اجلاس میں شرکت کریں ہم ان اسکولوں کے ڈائرکٹروں سے بھی بات کررہے ہیں۔ مولانا خورشید مدنی امیر صوبائی جماعت اہل حدیث بہار نے کہا کہ اسلام نے ہمیں عزت واحترام کا مرتبہ عطا کیا ہے، ہماری عظمت اسلام کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہی ہے، ہم اس سے کبھی کسی بھی حال میں دست بردار نہیں ہو سکتے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا حوالہ کیا جس میں آپؓ نے فرمایا تھا کہ ہمیں عزت اسلام سے ہے۔ مفتی نذر توحید مظاہری قاضی شریعت چترا نے کہا کہ ہم دین کی بھی حفاظت کریں گے اور ملک کی بھی حفاظت کریں گے اور اس کے لیے ہر طرح کی قربانی پیش کریں گے، مولانا ابوالکلام شمسی نے کہا کہ اس ملک کو غلامی سے بچانا ہے، ہم ملک کے محافظ بھی ہیں اور دستوری اعتبار سے دستور کے دائرے میں اس ملک کو چلوانے کی بھی کوشش کریں گے۔ مولانا عتیق اللہ قاسمی امام جامع مسجد فقیر واڑہ نے کہا کہ مسائل زندگی کی علامت ہیں ان سے نہیں گھبرانا چاہئے، اس لیے موجودہ حالات سے ہمیں مایوس نہیں ہونا ہے بلکہ حالات کا مقابلہ کرنا ہے، مولانا محمد عالم قاسمی نے کہا کہ باطل قوتوں نے ہر زمانے میں دین حق کو مٹانے کی کوشش کی ہے اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں، ان شاء اللہ اس بار بھی کامیاب نہیں ہوں گی، مولانا اعجاز کریم صاحب امام وخطیب مسجد بلال سمن پورہ نے کہا کہ اس وقت دو طرح کے حملے ہو رہے ہیں اندرونی اور بیرونی اور ہمیں ان دونوں حملوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ مولانا مشہود احمد ندوی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ نے کہا کہ ہم سب شریعت کے پابند ہیں، اس لیے ہم سب بھی اپنے کردار وعمل سے اس میں نمونہ پیش کریں، اگر عزم محکم ہو تو یقین مانئے کہ بلائیں پلٹ جاتی ہیں۔ اس اجلاس سے مولانا ایوب نظامی ناظم مدرسہ صوت القرآن داناپور، مولانا غلام اکبر قاسمی امام وخطیب جامع مسجد مراد پور، جناب مولانا منت صاحب رحمانی بیگوسرائے، مولانا احسان الحق قاسمی قاضی شریعت روہتاس، مولانا حبیب اللہ قاسمی قاضی شریعت گواپوکھر مدھوبنی، مولانا عبدالعظیم حیدری قاضی شریعت بیگوسرائے، ڈاکٹر ابوالکلام صاحب سہرسہ، جناب مولانا سعد اللہ صدیقی صاحب دربھنگہ، ڈاکٹر محمد عادل صاحب ارریہ، حافظ صبغۃ اللہ رحمانی مظفر پور، مولانا حسیب الرحمٰن رحمانی پورنیہ، مولانا محمد حسیب صاحب مانڈر کھگڑیا، جناب کوثر خان صاحب نیاٹولہ پھلواری شریف، جناب محمد شمشیر صاحب کٹیہار، مولانا محمد انور صاحب رانچی، جناب محمد ریاض انور صاحب جمشید پور، جناب مسیح الدین صاحب نوادہ، جناب عقیل احمد صاحب جہان آباد نے اپنے گراں قدر خیالات اور قیمتی مشوروں سے نوازا اور ۱۵؍اپریل کے اجلاس کو ہر جہت سے کامیاب بنانے کا عہد وپیمان کیا۔ اس اجلاس کی نظامت راقم السطور نے انجام دی۔ راقم نے دوران نظامت اجلاس کی تیاری کے سلسلہ میں تمام شرکاء سے مضبوط تحریک چلانے پر زور دیا، ساتھ ہی زیادہ سے زیادہ مالیات کی فراہمی کی کوشش کی طرف توجہ دلائی، اجلاس کا آغاز قاری محمد انور حسین صاحب کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا، مولانا محمد مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا اخیر میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا پروفیسر شکیل احمد قاسمی، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال، مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا محمد عارف رحمانی نائب ناظم جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا محمد نعیم رحمانی جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا محمد شاہد قاسمی سمستی پور، جناب حاجی اجنبی صاحب بیگوسرائے، پروفیسر شاکر خلیق دربھنگہ، جناب وصی احمد شمسی دربھنگہ، جناب محمد مظاہر صاحب، رضوان احمد مظاہری مدھوبنی، مولانا عبدالحق کٹیہار، جناب قاضی شمشیر صاحب کٹیہار، مولانا ضمیر الدین قاسمی قاضی شریعت کولکاتا، اشرف استھانوی صاحب نالندہ، جناب اظہار احمد صاحب جمال پور، جناب محمد لقمان صاحب سیتامڑھی، شکیل الرحمٰن قاسمی آسنسول، نصیر الدین رحمانی نوادہ، عظیم الدین رحمانی سمن پورہ، مولانا طیب قاسمی للجہ، مختار عالم قاسمی سمڈیگا، مولانا کلیم اللہ مظہر چتر پور، مولانا مسیح الرحمن مظاہری جامتاڑہ م، مولانا ثناء اللہ قاسمی ہزاری باغ، مولانا زاہد حسین صاحب مدھے پورہ، مولانا منصور اختر نالندہ، مولانا نظر الباری ندوی گھنشیام پور، آفتاب حسن شمسی بہار شریف، غازی عارفی کھگڑیا، مفتی محمد اقبال قاسمی گڈا، مولانا خورشید عالم قاسمی بھاگل پوری، مولانا محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی کے علاوہ ہر علاقہ کے نمائندہ افراد شریک تھے۔

بقیه دین بچاؤ

اسے بجالائیں، جن کاموں سے روکا ہے، اس سے رک جائیں، ہر پل ہمیں اس کا خیال رہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے، اللہ دیکھ رہا ہے، اور اگر ہم نے دین سے دوری اختیار کی تو اس کی سزا ہمیں ملے گی، یہ احساس جس قدر غالب ہوگا، دین ہمارے کیرکٹر، کردار، اعمال وافعال میں محفوظ ہو جائے گا، جب ذاتی زندگی میں ہم شریعت پر عمل پیرا ہوں گے تو ہمیں نئی طاقت وتوانائی ملے گی اور دین میں مداخلت کرنے والوں کے خلاف ہمارے جذبے اور حوصلے جواں ہوں گے اور بقول علامہ اقبال

جوانو! یہ صدائیں آرہی ہیں آبشاروں سے　　　چٹانیں چور ہو جائیں جو ہو عزم سفر پیدا

بقیه دیش بچاؤ........

مسلمان ایک زندہ قوم اور بیدار امت ہے، اس کے لیے مایوسی اور اللہ کی رحمت سے ناامیدی کفر کی طرح ہے، ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہ سکتے، ان حالات کو بدلنے کے لیے ایمانی جذبے، اسلامی حوصلے اور پوری قوت کے ساتھ کوشش کرنی ہوگی، اللہ کا وعدہ ہے کہ انسان کو وہ چیز مل جاتی ہے، جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔

ان اسلامی ہدایات کی روشنی میں حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے دین بچاؤ، دیش بچاؤ کے عنوان سے گاندھی میدان پٹنہ میں ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء کو بڑی کانفرنس رکھی ہے، اس کانفرنس میں بڑی تعداد میں بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ ومغربی بنگال سے لوگ شریک ہوں گے، یہ کانفرنس صرف ایک جلسہ اور کانفرنس نہیں، امت مسلمہ کی فلاح و بہبود، دین کی بقا، دستور کی حفاظت اور ملک کے بچانے کی تحریک ہے، اس لیے لوگوں کو اس کانفرنس کو ہر سطح پر کامیاب کرنے کے لیے عملا جدوجہد کرنی چاہیے، اور ہر نماز خصوصا تہجد کی نماز کے بعد دعائے نیم شبی اور آہ سحر گاہی میں اس کانفرنس کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے اللہ کی نصرت طلب کرنی چاہیے، دعائیں تدبیر کا ہی حصہ ہیں، اسباب کی فراہمی سے ظاہری تدبیر اور دعا کے ذریعہ باطنی تدبیر اختیار کرنی چاہیے، اللہ ہی مسبب الاسباب اور کارساز ہے کامیابی کی ساری کنجی اسی کے پاس ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

(بقیه تاریخ جامعه عربیه اشرف العلوم کنهواں)

اور ان حضرات کی قربانیوں کے طفیل آج بھی یہ ادارہ تابناک مستقبل کی طرف تیزی سے گامزن ہے، یقیناً اس ترقی اور خدمات میں اس کے بانیوں کا خلوص شامل ہے، حضرت مولانا عبد العزیز بسنتیؒ، صوفی رمضان علیؒ، مولانا جمال احمد خستہ مکیاویؒ، قطب وقت حضرت مولانا محمد طیب کنہواویؒ، مولانا محمد طیب کماویؒ، مولانا عبد المنان قاسمی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا اظہار الحق مظاہری، (اللہ صحت وعافیت کے ساتھ تادیر انہیں قائم رکھے) وغیرہ کی دعاء نیم شبی اور آہ سحر گاہی نے اس ادارہ کے کام کو آگے بڑھانے میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔

سات سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل مولانا نسیم احمد قاسمی کی یہ کتاب پورے سو سال کی تاریخ، خدمات، احوال وآثار کی سرگذشت اور انقلاب آفریں فیصلوں کا مرقع ہے، ان کی یہ تالیف ادارہ کی خدمات کا ایسا آئینہ ہے، جس میں ماضی کی تابناکی، حال کی درخشانی اور مستقبل میں ضیا باری کے منصوبوں کو پورے طور پر دیکھا اور سمجھا جا سکتا ہے، اس آئینہ کے تیار کرنے میں جو محنت مولانا موصوف نے کی ہے اس کے لیے وہ ہم سب کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں، میں مولانا کو اس اہم تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور خواہش رکھتا ہوں کہ آئندہ جب کبھی اس کی طباعت ہو تو وہ ان واقعات کا تجزیاتی مطالعہ بھی پیش کریں، تاکہ قاری کا وہ طبقہ جن کی ذہانت واقعات واحوال سے نتائج اخذ اور مستنبط کرنے سے قاصر ہوتی ہے، وہ بھی ان واقعات کے بین السطور کو سمجھ سکے، مولانا نے جو کچھ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، وہ ایسا مواد ہے جس پر آنے والا مؤرخ کئی جلدیں تیار کر سکتا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبول عام وتام فرمائے اور لوگوں کے قلوب کو پہلے سے زیادہ اس ادارہ کی طرف متوجہ کرنے کا سبب بنائے۔ آمین۔

بقیه مولانا قاری علیم الدین قاسمی

زبان بھی فالج کے زیر اثر تھی، اس لیے بات بہت صاف سمجھ میں نہیں آئی، لیکن ان کی دل جوئی کے لیے دیر تک بیٹھا رہا، رانچی میں امارت شرعیہ کا جو تعلیمی مرکز اور ایجوکیشن سنٹر ہند پیڑھی میں قائم ہوا ہے، اس زمین کی فراہمی بھی انہیں کے ذریعہ ہوئی تھی، جس پر ان دنوں چار منزلہ عمارت تیار ہے۔

قاری صاحب دنیا سے چلے گیے، ان کی یادیں باقی رہ گئیں، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان جن میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے پانچ بیٹیوں، پوتے پوتیوں سے بھرا پُرا خاندان ہے کو صبر جمیل دے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

بقیه هماری معلومات کے ذرائع اور ان کی اهمیت

وہ مدارس کو پوری انسانیت اور پوری دنیا کی صلاح وفلاح کا مرکز مانتے تھے۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ نے مدارس کی اس حیثیت واہمیت کو دار العلوم دیوبند کے طلبہ کے سامنے واضح کرتے ہوئے ۱۹۵۴ء میں فرمایا تھا:

''دوستو! ہم کو سب سے پہلے معلوم ہونا چاہئے کہ ایک دینی مدرسہ کا مقام اور منصب کیا ہے؟ مدرسہ کیا ہے؟ مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے، جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں۔ مدرسہ عالم اسلام کا بجلی گھر (پاور ہاؤس) ہے، جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں بجلی تقسیم ہوتی ہے، مدرسہ وہ کارخانہ ہے، جہاں قلب ونگاہ اور ذہن ودماغ ڈھلتے ہیں، مدرسہ وہ مقام ہے، جہاں سے پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے، جہاں کا فرمان پورے عالم پر نافذ ہے، عالم کا فرمان اس پر نافذ نہیں، مدرسہ کا تعلق کسی تقویم، کسی تمدن، کسی عہد، کسی کلچر، زبان وادب سے نہیں کہ اس کی قدامت کا شبہ اور اس کے زوال کا خطرہ ہو، اس کا تعلق براہ راست نبوت محمدی ﷺ سے ہے، جو عالمگیر بھی ہے اور زندہ وجاوید بھی، اس کا تعلق اس انسانیت سے ہے جو ہر دم جواں ہے، اس زندگی سے ہے جو ہمہ وقت رواں اور دواں ہے، مدرسہ در حقیقت قدیم وجدید کی بحثوں سے بالاتر ہے، وہ تو ایسی جگہ ہے، جہاں نبوت محمدی کی ابدیت اور زندگی کا نمو اور حرکت دونوں پائے جاتے ہیں۔'' (میر کارواں: ۱۷۱-۱۷۲)

اسی طرح فضلاء مدارس کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں اور فرمایا:

''دوستو! آپ کا کام سب سے زیادہ نازک اور سب سے زیادہ عظیم ہے، میں نہیں جانتا کہ اس وقت دنیا کی کسی جماعت یا کسی گروہ کا کام اتنا نازک، وسیع اور اہم ہو، ان الفاظ پر دوبارہ غور کیجئے کہ آپ کا ایک سرا نبوت محمدی سے ملا ہوا ہے، دوسرا سرا زندگی سے، یہی آپ کے کام کی نزاکت کی وجہ اور آپ کی عظمت کی دلیل ہے، نبوت محمدی سے وابستگی اور اتصال جہاں ایک بڑی خوش نصیبی اور سرفرازی ہے، وہاں ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے، آپ کے پاس حقائق اور عقائد کی سب سے بڑی دولت اور سب سے عظیم سرمایہ ہے، اس وابستگی سے آپ پر چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، آپ میں غیر متزلزل یقین اور راسخ ایمان ہونا چاہئے، آپ میں یہ حوصلہ اور ہمت ہونی چاہئے کہ ساری دنیا ملتی ہو، تو اس کے ایک نقطہ سے بھی دستبردار ہونے کے سوال پر غور نہ کر سکیں، آپ کے دلوں میں اس کی حمایت ونصرت کا جذبہ موجزن ہونا چاہئے، آپ کا دل اس بے بدل دولت پر فخر اور شکر سے لبریز ہو، آپ کو اس کی صداقت، اس کی معقولیت، اس کی ابدیت، اس کی ہر زمانہ میں صلاحیت، اس کی بلندی وبرتری، اور اس کی معصومیت پر غیر متبدل یقین ہو، آپ اس کے مقابل ہر چیز کو پورے اطمینان کے ساتھ جاہلیت، اور جاہلیت کی میراث سمجھتے ہوں، آپ جہاں احکام خداوندی اور تعلیمات اسلامی کو سن کر سمعنا واطعنا کہیں وہاں جاہلیت کے نظام اور جاہلیت کے علمبرداروں کو مخاطب کر کے کہیں کہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ'' آپ اسلام ہی کی رہنمائی اور اسوۂ محمدی ہی کی روشنی میں دنیا کی نجات کا یقین رکھتے ہوں، اور آپ کا اس پر عقیدہ ہو کہ اس طوفانِ نوح میں سفینۂ نوح صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور امامت ہے۔'' (پا جا سراغ زندگی: ۹۲-۹۳)

معلمین وائمہ مساجد کا تربیتی کیمپ

امارت شرعیہ، بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ میں تعلیمی تحریک چلا رہی ہے، اور پسماندہ دیہاتوں میں مکاتب قائم کر کے نئی نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں سرگرم عمل ہے، صحیح تعلیم کیلئے اساتذہ ومعلمین کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے، اس کے لئے امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ہر سال تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا جاتا رہا ہے، ان خیالات کا اظہار ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اپنے ایک پریس ریلیز میں فرمایا، ناظم صاحب مزید فرمایا کہ اس سال یہ کیمپ امارت شرعیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۱۱/تا ۱۴/مارچ ۲۰۱۸ء مطابق ۲۲/تا ۲۵/جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ روز اتوار تا بدھ بمقام مدرسہ اسلامیہ بتیا مغربی چمپارن اور ۱۷/تا ۲۱/مارچ ۲۰۱۸ء مطابق ۲۸/جمادی الثانیہ تا ۳/رجب ۱۴۳۹ھ روز سنیچر تا بدھ بمقام مدرسہ معین الغرباء جامع مسجد ناصری گنج ضلع رہتاس، منعقد ہوگا، تربیت دینے کیلئے اس فن کے ماہرین تشریف لائیں گے۔ اس اہم پروگرام میں شرکت کے لئے تمام معلمین مکاتب وائمہ مساجد یقینی طور پر تشریف لائیں۔ مزید تفصیلات کے لیے بتیا اور اس کے قرب وجوار سے تعلق رکھنے والے حضرات 9939991442 اور ناصری گنج رہتاس اور اس کے قرب جوار سے تعلق رکھنے والے حضرات 8877764262 پر رابطہ کریں۔ یہ اطلاع جناب مولانا منت اللہ حیدری قاسمی امارت شرعیہ نے دی ہے۔

اعـــلان مفقـــود الخبـــری

● مقدمہ نمبر ۳۸/۱۰۹۶۰/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ) زاہدہ خاتون بنت محمد سلیم مقام وڈاکخانہ جھگروا، تھانہ گھنشیام پور ضلع دربھنگہ۔ مدعیہ۔ بنام۔ صدام حسین ولد محمد جیلانی مقام برہم پورہ ڈاکخانہ پوہدی بیلا تھانہ گھنشیام پور ضلع دربھنگہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی مورخہ ۹/رجب المرجب ۳۹ھ مطابق ۲۶/مارچ ۲۰۱۸ء روز سوموار خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن دار القضاء مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے اور پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۴۴/۱۰۹۶۶/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ) سنجیدہ خاتون بنت محمد شفیق مقام وڈاکخانہ نوڈیگا تھانہ بیرول ضلع دربھنگہ۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد صدام ولد محمد کمال مقام بھرہار ڈاکخانہ بسدیوا تھانہ سنگھیا ضلع سمستی پور۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف غائب لاپتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی مورخہ ۹/رجب المرجب ۳۹ھ مطابق ۲۶/مارچ ۲۰۱۸ء روز سوموار خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن دار القضاء مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے اور پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Volume:56/66,Issue:9 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

گھر جس کے سبب آپ کا تقسیم ہوا ہے
نفرت کی وہ دیوار گرا کیوں نہیں دیتے
(مؤمن سلفی)

طلاق مخالف بل کے خلاف پٹنہ کی تاریخ میں مسلم خواتین کا سب سے بڑا احتجاجی جلوس

امارت شرعیہ کی تحریک پر طلاق بل کے خلاف مسلم خواتین آئیں سڑکوں پر

رپورٹ سید محمد عادل فریدی

مورخہ ۱۸؍فروری ۲۰۱۸ء روز اتوار پٹنہ کے لیے تاریخی دن تھا، کیوں کہ اس دن پٹنہ ضلع کی مسلم خواتین نے طلاق مخالف بل (دی مسلم وومین پروٹیکشن آف رائٹ آن میرج) بل ۲۰۱۷ء کے خلاف زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا اور ہزاروں کی تعداد میں پٹنہ سائنس کالج سے سبزی باغ موڑ تک خاموش احتجاجی جلوس میں جمع ہو کر سرکار کے سامنے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا، آج صبح ہی سے پٹنہ کے تمام مسلم محلوں سے جوق در جوق مسلم مرد و خواتین کا رخ اشوک راج پتھ کی جانب ہونے لگا دیکھتے ہی دیکھتے پٹنہ سائنس کالج سے لے کر سبزی باغ، باقر گنج تک کی سڑک احتجاج میں شریک ہونے والی خواتین سے بھر گئیں، ہزاروں کی تعداد میں مرد رضا کار بھی سڑکوں کے کنارے اور انجمن اسلامیہ ہال کے ارد گرد راستہ کلیر کرانے اور خواتین کو سہولت پہونچانے میں لگے ہوئے نظر آئے، دوسری جانب انجمن اسلامیہ ہال کا اندرونی اور بیرونی پورا حصہ احتجاج میں شریک خواتین سے پُر تھا، بھیڑ کو کنٹرول کرنے کے لیے درجنوں مائک بردار مرد حضرات مختلف مقامات پر مقرر تھے اور اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دے رہے تھے۔ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے ذمہ داران و کارکنان مستقل جلوس کو منظم کرتے نظر آئے، امارت شرعیہ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی اور ان کے ہمراہ مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم، ہر محاذ پر سرگرم اور متحرک رہے اور خصوصی ہدایات دیتے رہے۔ مولانا محمد سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا عتیق اللہ قاسمی امام و خطیب جامع مسجد فقیر وارہ، مولانا معین الدین قاسمی کارگذار سکریٹری تنظیم ائمہ مساجد، مولانا غلام اکبر قاسمی امام و خطیب جامع مسجد مراد پور و کنوینر تنظیم ائمہ مساجد، مولانا ثناء اللہ ازہری امام و خطیب جامع مسجد پیر بہور، مولانا ابرار کریم قاسمی امام و خطیب جامع مسجد بکسریا ٹولہ، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا وصی احمد قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ، مولانا رضوان احمد ندوی، جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال، مولانا افتخار احمد نظامی معاون ناظم، مولانا ارشد رحمانی، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی، مولانا مطیع الرحمٰن شمسی دار القضا، قاری مجیب الرحمٰن استاذ تحفیظ القران، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری معاون قاضی امارت شرعیہ وغیرہ حضرات سویرے ہی سے اپنی اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے، اس احتجاجی جلوس میں جماعت اسلامی بہار، جمعیۃ علماء بہار، تنظیم تحریک ائمہ مساجد آل بہار کے ذمہ داران کے علاوہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی کنوینر ڈاکٹر مہ جبین ناز اور ان کی ساتھی خواتین بازغہ انجم، ڈاکٹر رضیہ سلطانہ، ناہید طلعت، راشٹریہ سیکولر سیوا منچ کے صدر کوثر خان وغیرہ نے قائدانہ رول ادا کیا۔ اس موقع سے انجمن اسلامیہ ہال میں ہزاروں خواتین سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ مسلم خواتین کی یہ بیداری اور ان کا یہ کامیاب جلوس اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے، مگر اپنی شریعت میں ذرہ برابر مداخلت نہیں کر سکتا۔ مرکزی حکومت نے طلاق بل کے ذریعہ مسلم معاشرہ کو جس طرح تہ و بالا کرنے اور مسلم خواتین سے ان کا دین چھیننا چاہتی ہے یہ ہندوستان کی تاریخ کا سیاہ باب ہے، جسے اس ملک کے تمام انصاف پسند شہری مسلمانوں پر ظلم سمجھ رہے ہیں۔ آج کے اس احتجاج کے ذریعہ مسلم خواتین حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ اپنا بل واپس لے اور ملک کے تمام باشندوں کو ان کے مذہب پر جینے کی دستوری آزادی فراہم کرے۔ اس موقع سے جلوس میں شریک تمام خواتین بیک زبان سرکار کے اس بل کے خلاف نعرے لگا رہی تھیں، ان کے ہاتھوں میں بل کے خلاف ہزاروں تختیاں اور بینر تھے، جس پر بل کی واپسی کا مطالبہ، ملک کی سالمیت اور اتحاد کے نعرے کے ساتھ مسلم پرسنل لا بورڈ زندہ باد جیسے نعرے بھی تھے۔ ساڑھے گیارہ بجے یہ اجلاس جلوس میں تبدیل ہو گیا، جلوس پٹنہ کی تاریخ میں اس اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے کہ سر زمین پٹنہ پر صرف مسلم خواتین کا کسی مذہبی ایشو پر اس سے پہلے اتنا بڑا احتجاج درج نہیں کیا گیا تھا، جہاں لوگوں کی زبان پر سرکار مخالف نعرے تھے، وہیں امارت شرعیہ کے اس بروقت اقدام اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے اکابرین کی جرأت کے چرچے بھی ان کی زبانوں پر تھے۔ جلوس کے اختتام پر انجمن اسلامیہ ہال میں پریس کانفرنس بھی ہوئی اس موقع سے پٹنہ کے ڈی ایم اور گورنر بہار کو اے ڈی ایم کے معرفت میمورنڈم بھی سونپا گیا۔ میمورنڈم کا مضمون یہ تھا:

’’ہم مسلم خواتین کا یہ شدید احساس ہے کہ پروٹیکشن آف رائٹس ان میریج ایکٹ ۲۰۱۷ء بڑی عجلت میں پاس کیا گیا اور اس بل کی تیاری میں کسی مسلمان عالم دین اور دانشوروں سے مشورہ نہیں لیا گیا۔ سپریم کورٹ کے فیصلے ۲۲؍اگست ۲۰۱۷ء کے بعد ایسے بل کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ بل دراصل دستور ہند کی دفعات اور خواتین و بچوں کے مفادات کے سخت خلاف ہے۔ ہم اپیل کرتے ہیں کہ اس بل کو فوری واپس لیا جائے اور اس پر نظر ثانی کی جائے۔ خواتین کے حقوق اور صنف سے عدل و انصاف کیا جائے۔ ہم صدر جمہوریہ ہند کے حالیہ مشترکہ پارلیمانی اجلاس میں خطبہ کے دوران مسلم خواتین کے سلسلے میں جو رکیک اور دل آزار حملے کیے گئے اس کی سختی سے نہ صرف مذمت کرتے ہیں بلکہ حکومت ہند سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ صدر جمہوریہ کے ان الفاظ اور ریمارکس کو حذف کرے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلم ویمن پروٹیکشن بل کے نام پر مسلم خواتین کی اہانت و دل آزاری نہ کرے اور مسلم خواتین کو دستور ہند میں دیئے گئے حق آزادی و اختیارات کو سلب کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ صدر جمہوریہ کے خطاب میں سے مسلم خواتین سے متعلق سطور کو حذف کیا جائے اور حکومت کو مشورہ دیا جائے کہ اس ملک کی سب سے بڑی اقلیت کے احساسات کو مجروح نہ کرے۔‘‘

احتجاجی جلوس میں شامل خواتین نے سرکار کے سامنے مندرجہ ذیل مطالبات بھی رکھے۔

ہم پٹنہ ضلع کی مسلم خواتین طلاق مخالف بل (دی مسلم وومین پروٹیکشن آف رائٹ آن میرج) بل ۲۰۱۷ء جو کہ لوک سبھا سے ۲۸؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو پاس ہوا ہے، اس کی زبردست مخالفت کرتے ہیں اور سرکار سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جلد سے جلد اس بل کو واپس لے کیوں کہ:

۱۔ یہ بل مسلم پرسنل لا میں کھلی ہوئی مداخلت ہے، اور ہندوستانی آئین کی دفعہ ۱۴ اور ۱۵ کی صریح خلاف ورزی ہے۔

۲۔ یہ بل خواتین کے خلاف ہے، بچوں کے حقوق کے خلاف ہے حتی کہ سماج کے خلاف ہے۔ کیوں کہ جب شوہر تین سال کے لیے جیل میں ہوگا تو وہ اس بل کے مطابق بیوی اور بچوں کو گذارا بھتہ کیسے دے گا؟ اگر وہ روزانہ مزدوری کرتا ہے تو جیل میں رہ کر کس طرح بیوی بچوں کا خرچ اٹھائے گا، اگر وہ سرکاری نوکری میں ہے تو کیا تین سال جیل میں رہنے کے بعد اس کی نوکری برقرار رہیگی؟ نوکری چھوٹ جانے کے بعد وہ کس طرح گذارا بھتہ دے گا؟ اس کے علاوہ تین طلاق کو ثابت کرنے کی پوری ذمہ داری مسلم عورتوں پر ڈالی گئی ہے، یہ عورتوں پر سراسر ظلم ہے۔

۳۔ اس بل کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار نے اس بات پر بالکل غور نہیں کیا کہ جب شوہر تین سالوں کے لیے جیل چلا جائے گا تو اس کے بعد بیوی اور بچوں کو کن خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ طلاق شدہ بیوی اور بچوں کا خرچ کون چلائے گا؟ بچوں کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ کیا جب وہ تین سال جیل میں رہنے کے بعد واپس آئے گا تو وہ اپنی اس بیوی کے ساتھ خوش رہ سکے گا جس کی وجہ سے وہ تین سال جیل میں رہا ہے؟ کیا ان کے تعلقات دوبارہ صحیح ہو پائیں گے؟

۴۔ برسر اقتدار جماعت کی طرف سے یہ غلط فہمی پھیلائی جا رہی ہے کہ یہ بل صرف تین طلاق کے خلاف ہے، مگر حقیقت میں یہ بل پورے نظام طلاق کو ہی ختم کرنے کے لیے ہے، سرکار کے اس وقت کے اٹارنی جنرل نے خود جسٹس یو یوللت کے سامنے ان کے پوچھنے پر سپریم کورٹ میں یہ قبول کیا تھا کہ سرکار طلاق کے پورے نظام کو ہی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بل مسلم مردوں کو جیل میں ڈالنے اور اور خواتین کو کورٹ کا چکر لگانے کے لیے مجبور کرنے کے لیے ہے، ہم مسلم خواتین اس بل کو ایک کالا قانون کے طور پر دیکھتی ہیں اور اس کو ختم کرنے کا مطالبہ کرتی ہیں۔

۵۔ اس کے علاوہ یہ بل سماج مخالف بھی ہے، کیوں کہ اس میں ایک سماجی معاہدہ کو قابل سزا جرم بنایا جا رہا ہے۔ اس بل کی دفعہ ۷ میں لکھا ہے کہ یہ عمل عدالتی دائرۂ کار کے اندر او غیر ضمانتی ہے، اس کا مطلب یہ کہ کوئی تھرڈ پارٹی بھی شوہر کے خلاف شکایت کر دے تو اس شوہر کو جیل میں ڈال دیا جائے گا اور اس میں بیوی کی مرضی کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی۔ اسی طرح نکاح ایک سماجی معاہدہ ہے، لیکن یہ بل اس کو کرمنل ایکٹ کے دائرے میں لے آئے گا جو کہ غیر اخلاقی و غیر ضروری ہے۔ سال ۲۰۰۶ء میں سپریم کورٹ کے معزز جسٹس ایچ کے سیما اور آر وی رویندرن نے ایک مقدمہ میں فیصلہ سنایا تھا کہ سول کیس کو کرمنل کیس میں نہیں بدلا جا سکتا ہے کیوں کہ یہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

۶۔ ہم سبھی مسلم خواتین شریعت میں اور مسلم پرسنل لا میں مکمل یقین رکھتی ہیں اور اس پر عمل کرتی ہیں اور اس بات پر مکمل یقین رکھتی ہیں کہ اسلام میں طلاق کا نظام مسلم عورتوں کے لیے ظلم نہیں بلکہ ان کے لیے ایک نعمت ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کی بنیاد پر اور ان حالات میں ہم مسلم خواتین اس بل کی پرزور مخالفت کرتی ہیں اور سرکار سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ اس بل کو واپس لے کیوں کہ یہ ہندوستانی آئین، خواتین کے حقوق اور جینڈر جسٹس کے خلاف ہے۔